إِبۡرَٰهِيم Ibrahim

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Name

The Surah takes its name from Ayat 35 in which Prophet *Ibrahim* (peace be upon him) has been mentioned. But it does not mean that it contains the life story of Prophet Abrahim. The name is merely a symbol like the names of many other Surahs.

Period of Revelation

It appears from the tone of the Surah that it belongs to that group of the Surahs which were revealed during the last stage of the Makkan period. For instance, Ayat 13 (The disbelievers warned their Messengers, you shall have to return to our community or we will assuredly expel you

from our land) clearly indicates that the persecution of the Muslims was at its worst at the time of the revelation of this Surah, and the people of Makkah were bent on expelling the believers from their land like the disbelievers of the former Prophets. That is why in Ayat 14 they have been warned: We will destroy these evil doers. And the believers have been comforted as were the believers before them: And after them settle you in the land. Likewise the stern warning contained in the concluding portion, Ayats 43-52, also confirms that the Surah relates to the last stage of the Makkan period.

Central Theme and Purpose

This Surah is an admonition and a warning to the disbelievers who were rejecting the Message of the Prophet (peace be upon him) and devising cunning schemes to defeat his mission. But warning, reproof, censure and reproach dominate admonition. This is because a good deal of admonition had already been made in the preceding Surahs, but in spite of this their obduracy, enmity, antagonism, mischief, persecution etc. had rather increased.

نام

آیت ۳۵ کے فقرے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا ، سے ماخوذ ہے۔ اس نام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سورۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوانح عمری بیان ہوئی ہے، بلکہ یہ بھی اکثر سورتوں کے ناموں کی طرح علامت کے طور پر ہے۔ یعنی وہ سورۃ جس میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔

زمانۂ نزول

عام اندازِ بیان مکہ کے آخری دور کی سورتوں کا سا ہے۔ سورۃ الرعد سے قریب زمانہ ہی کی نازل شدہ معلوم ہوتی

ہے۔ خصوصاً آیت ۱۳ کے الفاظ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا (انکار کرنے والوں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ یا تو تمہیں ہماری ملت میں واپس آنا ہو گا ورنہ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے) کا صاف اشارہ اس طرف ہے کہ اُس وقت مکہ میں مسلمانوں پر ظلم و ستم انتہا کو پہنچ چکا تھا اور اہلِ مکہ پچھلی کافر قوموں کی طرح اپنے یہاں کے اہل ایمان کو خارج البلد کر دینے پر تل گئے تھے۔ اسی بنا پر ان کو وہ دھمکی سنائی گئی جو اُن کے سے رویہ پر چلنے والی پچھلی قوموں کو دی گئی تھی کہ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ (ہم ظالموں کو ہلاک کر کے رہیں گے) اور اہلِ ایمان کو وہی تسلی دی گئی جو ان کے پیش روؤں کو دی جاتی رہی ہے کہ لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (ہم ان ظالموں کو ختم کرنے کے بعد تم ہی کو اس سرزمین میں آباد کریں گے)۔

مرکزی مضمون اور مدّعا

جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ماننے سے انکار کر رہے تھے اور آپ ﷺ کی دعوت کو ناکام کرنے کے لیے ہر طرح کی بدتر سے بدتر چالیں چل رہے تھے ان کی فہمائش اور تنبیہ۔ لیکن فہمائش کی بہ نسبت اس سورۃ میں تنبیہ اور ملامت اور زجر و توبیخ کا انداز زیادہ تیز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تفہیم کا حق اس سے پہلے کی سورتوں میں بخوبی ادا کیا جا چکا تھا اور اس کے باوجود کفارِ قریش کی ہٹ دھرمی، عناد، مزاحمت، شرارت اور ظلم و جور میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔	In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful.
الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ	الٓرٰ۔ یہ ایک کتاب ہے نازل کیا ہے ہم نے اس کو تم پر تاکہ تم نکالو لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف۔ انکے رب کے اذن سے اس راستے کی طرف جو عزت	1. Alif. Lam. Ra. This is a Book which We have revealed to you that you might bring mankind out from darknesses into the light, by the permission of their

الْحَمِيْدِ ۙ ١	والے *1 خوبیوں والے مالک کا ہے ۔ *2	Lord, to the path of the All Mighty, *1 the Owner of Praise. *2

*1 This is the purpose for which the Prophet (peace be upon him) had been sent. He was entrusted with the mission that he should bring mankind back from the ways of darkness and ways of wickedness into the way of God by the help of the light of the Quran. For everyone who is not on the way of God is, in fact, wandering about in the ways of the darkness and ignorance, even though he might consider himself to be very enlightened and full of knowledge. On the other hand, the one who finds the Way of Allah, comes into the light of knowledge, even though he might be an illiterate person.

As regards to “by the permission of their Lord”, this implies that the most a missionary of Islam, even though he be a Messenger of Allah, can do is to present the right way. It is not in his power to bring anyone forcibly to the way, for this can only happen by the help and permission of Allah. That is why only that person whom Allah helps and permits gets guidance. Otherwise, even a perfect missionary like a Messenger fails to bring a person to the right way. As regards to the divine law, according to which Allah helps and permits a person to gain guidance, we learn from different passages of the Quran that Allah gives help only to that person who himself has a desire to get guidance: who frees himself from obduracy, obstinacy and prejudice: who is not a follower of his lust, nor a slave of his desires: who is inclined to see with open eyes and hear with

open ears and think with a clear mind, and is ready to accede to any reasonable thing.

*1 یعنی تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لانے کا مطلب شیطان کے راستوں سے ہٹا کر خدا کے راستے پر لانا ہے ، دوسرے الفاظ میں ہر وہ شخص جو خدا کی راہ پر نہیں ہے وہ دراصل جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے ، خواہ وہ اپنے آپ کو کتنا ہی روشن خیال سمجھ رہا ہو اور اپنے زعم میں کتنا ہی نور علم سے منور ہو۔ بخلاف اس کے جس نے خدا کا راستہ پا لیا وہ علم کی روشنی میں آ گیا، چاہے وہ ایک اَن پڑھ دیہاتی ہی کیوں نہ ہو۔

پھر یہ جو فرمایا کہ تم اِن کو اپنے رب کے اذن یا اُس کی توفیق سے خدا کے راستے پر لاؤ، تو اس میں دراصل اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ کوئی ، مبلغ ، خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو، راہِ راست پیش کر دینے سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ کسی کو اس راستہ پر لے آنا اُس کے بس میں نہیں ہے۔ اِس کا انحصار سراسر اللہ کی توفیق اور اُس کے اذن پر ہے۔ اللہ کسی کو توفیق دے تو وہ ہدایت پا سکتا ہے، ورنہ پیغمبر جیسا کامل مبلغ اپنا پورا زور لگا کر بھی اس کو ہدایت نہیں بخش سکتا۔ رہی اللہ کی توفیق ، تو اس کا قانون بالکل الگ ہے جسے قرآن میں مختلف مقامات پر وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے ہدایت کی توفیق اُسی کو ملتی ہے جو خود ہدایت کا طالب ہو، ضد اور ہٹ دھرمی اور تعصب سے پاک ہو، اپنے نفس کا بندہ اور اپنی خواہشات کا غلام نہ ہو، کھلی آنکھوں سے دیکھے، کھلے کانوں سے سنے، صاف دماغ سے سوچے، اور معقول بات کو بے لاگ طریقہ سے مانے۔

*2 The word *Hameed* is more comprehensive than *Mahmud*. A person will be entitled to be *Mahmud* only when he is praised. But the Being Who is *Hamed*, is naturally and permanently worthy of praise, whether anyone praises Him or not, because the element of praise is inherent in Him and is inseparable from Him.

*2 ”حمید“ کا لفظ اگرچہ محمود ہی کا ہم معنی ہے ، مگر دونوں لفظوں میں ایک لطیف فرق ہے۔ محمود کسی شخص کو اُسی وقت کہیں گے جبکہ اس کی تعریف کی گئی ہو یا کی جاتی ہو۔ مگر حمید آپ سے حمد کا مستحق ہے ، خواہ کوئی

اس کی حمد کرے یا نہ کرے۔

2. Allah it is, to whom belongs whatever is in the heavens and whatever is on the earth. And woe unto the disbelievers from severe punishment.	اللہ وہ ہے کہ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں ۔ اور تباہی ہے کافروں کے لئے عذاب شدید سے۔	اللّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِيۡدِ ۙ ﴿۲﴾
3. Those who love the life of this world over the Hereafter, *3 and hinder from the path of Allah and seek therein crookedness, *4 such are in error, far away.	وہ لوگ جو محبت کرتے ہیں دنیاوی زندگی سے آخرت کے مقابلے میں *3 اور روکتے ہیں اللہ کے راستے سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی۔ *4 یہ لوگ ہیں بڑے دور کی گمراہی میں ۔	الَّذِيۡنَ يَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا‌ ؕ اُولٰۤـئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍۢ بَعِيۡدٍ ﴿۳﴾

*3 Those who reject the truth are the people whose interests are entirely bound with the life of this world, and who do not care at all for the interests of the life of the Hereafter: who are prepared to undergo any punishment in the next world for the sake of the interests, pleasures and comforts of this world: who, on the other hand, cannot bear the sacrifice of even the smallest pleasure in this world, nor are ready to bear any loss or encounter danger or trouble in this world for the sake of the joys of the next world. In short, such are the people who have coolly considered and

weighed the pleasures of this world against the joys of the next world, and decided in favor of this world: therefore, they readily sacrifice the interest of the next world whenever there is a clash between the two.

*3 یا بالفاظ دیگر جنہیں ساری فکر بس دنیا کی ہے، آخرت کی پرواہ نہیں ہے ۔ جو دنیا کے فائدوں اور لذتوں اور آسائشوں کی خاطر آخرت کا نقصان تو مول لے سکتے ہیں، مگر آخرت کی کامیابیوں اور خوشحالیوں کے لیے دنیا کا کوئی نقصان، کوئی تکلیف اور کوئی خطرہ، بلکہ کسی لذت سے محرومی تک برداشت نہیں کر سکتے۔ جنہوں نے دنیا اور آخرت دونوں کا موازنہ کر کے ٹھنڈے دل سے دنیا کو پسند کر لیا ہے اور آخرت کے بارے میں فیصلہ کر چکے ہیں کہ جہاں جہاں ان کا مفاد دنیا کے مفاد سے ٹکرائے گا وہاں اُسے قربان کرتے چلے جائیں گے ۔

***4 That is, "They do not want to follow the Way of Allah, but endeavor that Allah's Way should follow their desires: it should adjust itself in such a way as to include all their conjectures, theories and whims as its part and parcel, and exclude every creed that does not suit their way of life: it should provide sanction for all their habits, customs and manners: it should not demand from them anything which they do not like: in short, the way of Allah should be their obedient slave and turn in the direction their devilish lusts want it to turn: nay, it should neither criticize them nor ask them to follow Allah's injunctions. This is their condition for accepting the guidance of Allah.**

*4 یعنی وہ اللہ کی مرضی کے تابع ہو کر نہیں رہنا چاہتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا دین اُن کی مرضی کا تابع ہو کر رہے۔ اُن کے ہر خیال، ہر نظریے اور ہر وہم و گمان کو اپنے عقائد میں داخل کرے اور کسی ایسے عقیدے کو اپنے نظامِ فکر میں نہ رہنے دے جو اُن کی کھوپڑی میں نہ سماتا ہو۔ اُن کی ہر رسم، ہر عادت، اور ہر خصلت کو سند جواز دے اور کسی ایسے طریقے کی پیروی کا اُن سے مطالبہ نہ کرے جو انہیں پسند نہ ہو۔ وہ اِن کا ہاتھ بندھا

غلام ہو کہ جدھر جدھر یہ اپنے شیطانِ نفس کے اتباع میں مڑیں اُدھر وہ بھی جائے، اور کہیں نہ تو وہ انہیں ٹوکے اور نہ کسی مقام پر انہیں اپنے راستہ کی طرف موڑنے کی کوشش کرے۔ وہ اللہ کی بات صرف اُسی صورت میں مان سکتے ہیں جبکہ وہ اِس طرح کا دین ان کے لیے بھیجے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۴﴾	اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اسکی اپنی قوم کی زبان میں تاکہ کھول کر سمجھا دے انہیں *5۔ پھر گمراہ رہنے دیتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے ۔ اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے *6 اور وہ ہے غالب حکمت والا۔ *7	4. And We have not sent any messenger except in the language of his people, that he might state clearly for them. *5 Then sends astray Allah whom He wills, and guides whom He wills. *6 And He is the All Mighty, the Wise. *7

*5 This implies two things: First, Allah sent down His message in the language of the people from among whom a Prophet was raised so that they might not have any excuse left that they could not understand the language of the message. Secondly, this ruled out the presumption that a Messenger was ever given the message in a different language merely for the sake of a miracle. For Allah considered it more important to make the people understand the message and guide them rightly than to satisfy their curiosity. Obviously the purpose could best be served only if the message was sent down to them in their own language by their Prophet and not in any other.

5*اس کے دو مطلب ہیں ۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی جس قوم میں بھیجا ہے اُس پر اُسی قوم کی زبان میں اپنا کلام نازل کیا تاکہ وہ قوم اسے اچھی طرح سمجھے ، اور اسے یہ عذر پیش کرنے کا موقع نہ مل سکے کہ آپ کی بھیجی ہوئی تعلیم تو ہماری سمجھ ہی میں نہ آتی تھی پھر ہم اس پر ایمان کیسے لاتے ۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض معجزہ دکھانے کی خاطر کبھی یہ نہیں کیا کہ رسول تو بھیجے عرب میں اور وہ کلام سنائے چینی یا جاپانی زبان میں ۔ اس طرح کے کرشمے دکھانے اور لوگوں کی عجائب پسندی کو آسودہ کرنے کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تعلیم و تلقین اور تفہیم و تبیین کی اہمیت زیادہ رہی ہے جس کے لیے ضروری تھا کہ ایک قوم کو اسی زبان میں پیغام پہنچایا جائے جسے وہ سمجھ سکے ۔

*6 That is, although the Messenger conveys the message in the mother tongue of the people, which is understood by everyone of them, yet all of them are not guided aright. This happens because of the fact that all of those who understand a message do not necessarily accept it. For it is entirely with Allah to show guidance by means of His message to anyone He wills and to let go astray anyone in spite of it.

6*یعنی باوجود اِس کے کہ پیغمبر ساری تبلیغ و تلقین اُسی زبان میں کرتا ہے جسے ساری قوم سمجھتی ہے ، پھر بھی سب کو ہدایت نصیب نہیں ہو جاتی ۔ کیونکہ کسی کلام کے محض عام فہم ہونے سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ سب سننے والے اسے مان جائیں ۔ ہدایت اور ضلالت کا سر رشتہ بہر حال اللہ کے ہاتھ میں ہے ۔ وہی جسے چاہتا ہے اپنے اِس کلام کے ذریعہ سے ہدایت عطا کرتا ہے ، اور جس کے لیے چاہتا ہے اسی کلام کو الٹی گمراہی کا سبب بنا دیتا ہے ۔

*7 As Allah is All-Powerful, no one is able by oneself to get guidance or to go astray, for none is completely independent but is under the power of Allah. But as He is All-Wise, He does not use His power blindly so as to show

guidance to anyone He wills and to let go astray anyone He desires without rhyme or reason. In fact, the one who gets guidance from Him gets it on merit and the one who is let go astray is deprived of guidance because he himself deliberately chooses deviation.

*7یعنی لوگوں کا بطور خود ہدایت پالینا یا بھٹک جانا تو اس بنا پر ممکن نہیں ہے کہ وہ کاملاً خود مختار نہیں ہیں، بلکہ اللہ کی بالادستی سے مغلوب ہیں۔ لیکن اللہ اپنی اس بالادستی کو اندھا دھند استعمال نہیں کرتا کہ یونہی بغیر کسی معقول وجہ کے جسے چاہے ہدایت بخش دے اور جسے چاہے خواہ مخواہ بھٹکا دے۔ وہ بالادست ہونے کے ساتھ حکیم و دانا بھی ہے۔ اُس کے ہاں سے جس کو ہدایت ملتی ہے معقول وجوہ سے ملتی ہے۔ اور جس کو راہِ راست سے محروم کر کے بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے وہ خود اپنی ضلالت پسندی کی وجہ سے اس سلوک کا مستحق ہوتا ہے۔

5 And indeed We sent Moses with Our signs, that: “Bring out your people from darknesses into light. And remind them of the days of Allah.” *8 Certainly, in that are sure signs *9 for each steadfast, thankful. *10

اور بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ کہ تو نکال اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف۔ اور یاد دلا ان کو اللہ کے دن *8۔ یقیناً اس میں بڑی نشانیاں ہیں *9 ہر اس کے لئے جو صبر کرنیوالا شکر کرنیوالا ہے۔ *10

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ قَوۡمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ وَ ذَكِّرۡهُمۡ بِاَيّٰٮمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ﴿۵﴾

*8 The Arabic word *ayyam* technically means memorable historical events. Therefore *Ayyam-u-Allah* (divine history) implies all those eventful chapters of human history which mention the rewards and punishments that were meted out

to the great personalities and nations according to their deeds in the past ages.

8*"ایام" کا لفظ عربی زبان میں اصطلاحاً یادگار تاریخی واقعات کے لیے بولا جاتا ہے۔"ایام اللہ " سے مراد تاریخِ انسانی کے وہ اہم ابواب ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ زمانہ کی قوموں اور بڑی بڑی شخصیتوں کو اُن کے اعمال کے لحاظ سے جزا یا سزا دی ہے۔

*9 Those historical events are signs in this sense that their proper and intelligent study provides proofs of the fact that there is only one God: and that the law of retribution is universal and is based absolutely on the differentiation between the knowledge and moral practice of the truth and falsehood: that this law also requires another world (the Hereafter) for its due fulfillment. Moreover, these events contain signs that serve as warnings against the evil consequences of building up systems of life on false creeds and theories, and help one to learn lessons from them.

9*یعنی ان تاریخی واقعات میں ایسی نشانیاں موجود ہیں جن سے ایک آدمی توحید خداوندی کے برحق ہونے کا ثبوت بھی پا سکتا ہے اور اس حقیقت کی بھی بے شمار شہادتیں فراہم کر سکتا ہے کہ مکافات کا قانون ایک عالمگیر قانون ہے، اور وہ سراسر حق اور باطل کے علمی و اخلاقی امتیاز پر قائم ہے، اور اُسکے تقاضے پورے کرنے کے لیے ایک دوسرا عالم، یعنی عالم آخرت ناگزیر ہے۔ نیز ان واقعات میں وہ نشانیاں بھی موجود ہیں جن سے ایک آدمی باطل عقائد و نظریات پر زندگی کی عمارت اُٹھانے کے برے نتائج معلوم کر سکتا ہے اور اُن سے عبرت حاصل کر سکتا ہے۔

*10 Though these signs are always there, only those persons learn lessons from them who remain steadfast in trials and appreciate the blessings of Allah rightly and are grateful to Him. Obviously, frivolous and ungrateful persons cannot learn any lesson from these signs, even though they might

grasp their significance.

10*یعنی یہ نشانیاں تو اپنی جگہ موجود ہیں مگر ان سے فائدہ اٹھانا صرف اُنہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ کی آزمائشوں سے صبر اور پامردی کے ساتھ گزرنے والے، اور اللہ کی نعمتوں کو ٹھیک ٹھیک محسوس کر کے اُن کا صحیح شکریہ ادا کرنے والے ہوں ۔ کم ظرف اور احسان ناشناس لوگ اگر ان نشانیوں کا ادراک کر بھی لیں تو ان کی یہ اخلاقی کمزوریاں اُنہیں اِس ادراک سے فائدہ اُٹھانے نہیں دیتیں۔

وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ اَنۡجٰىکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ وَ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ﴿۶﴾

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کے احسان کو اپنے اوپر جب نجات دی اسنے تم کو فرعون کی قوم سے جو پہنچا تے تھے تمہیں بدترین عذاب اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رہنے دیتے تھے تمہاری لڑکیوں کو اور اس میں تھی آزمائش تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی ۔

6. And when said Moses to his people: "Remember Allah's favor upon you when He saved you from Pharaoh's people who were afflicting you with dreadful torment, and were slaughtering your sons and letting live your women. And in that was a trial from your Lord, a tremendous."

وَ اِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ ﴿۷﴾

اور جب آگاہ کیا تمہارے رب نے کہ اگر شکر کرو گے تم *11 تو یقیناً میں زیادہ دوں گا تمہیں اور اگر ناشکری کرو گے تم تو یقیناً میرا عذاب سخت ہے۔ *12

7. And when proclaimed your Lord: "If you are grateful, *11 I will surely increase you, and if you are ungrateful, indeed, My punishment is severe." *12

*11 That is, if you are grateful, you will appreciate Our favors and make right use of them, and will not rebel against Our commandments, but will surrender and submit to Us to show your gratitude to Us.

*11یعنی اگر ہماری نعمتوں کا حق پہچان کر ان کا صحیح استعمال کروگے، اور ہمارے احکام کے مقابلہ میں سرکشی واستکبار نہ برتوگے، اور ہمارا احسان مان کر ہمارے مطیع فرمان بنے رہوگے۔

*12 Deuteronomy (Bible) contains a long and detailed discourse to this effect. According to it, Prophet Moses (peace be upon him), on the eve of his death, reminded the Israelites of all important events from their history, and reiterated all the divine commandments of the Torah which Allah had sent to them through him. Then he told them in a long speech that if they obeyed their Lord, they would be given great rewards. But if they adopted the attitude of disobedience, they would get a terrible punishment. This discourse spreads over chapters 4, 6, 8, 10, 11 and 28, 30. Some of these passages are so impressive and instructive that it will be worthwhile to quote a few of them:

Hear, O Israel: The Lord our God is one Lord: And thou shalt love the Lord thy God with all thine heart, and with all thy soul, and with all thy might. And these words which I command thee this day, shall be in thine heart: And thou shalt teach them diligently unto thy children, and shalt talk of them when thou sittest in thine house, and when thou walkest by the way, and when thou liest down, and when thou risest up. (Deut. 6: 47).

And now, Israel, what doth the Lord thy God require of thee, but to fear the Lord thy God, to walk in all his ways;

and to love him, and to serve the Lord Thy God with all thy heart and with all thy soul, to keep the commandments of the Lord, and his statutes, which I command thee this day for thy good? Behold, the heaven and the heaven of heavens is thy Lord's thy God, the earth also, with all that therein is. (Deut. 10: 12-14).

And it shall come to pass, if thou shalt hearken diligently unto the voice of the Lord thy God, to observe and to do all his commandments which I command thee this day, that the Lord thy God will set thee on high above all nations of the earth: And all these blessings shall come on thee, and overtake thee, if thou shalt hearken unto the voice of the Lord thy God. Blessed shalt thou be in the city, and blessed shalt thou be in the field. The Lord shall cause thine enemies that rise up against thee to be smitten before thy face. The Lord shall command the blessing upon thee in thy storehouses, and in all that thou settest thine hand unto. The Lord shall establish thee an holy people unto himself. And all people of the earth shall see that thou art called by the name of the Lord; and they shall be afraid of thee. And thou shalt lend unto many nations, and thou shalt not borrow. And the Lord shall make thee the head, and not the tail; and thou shalt be above only, and thou shalt not be beneath. (28: 1-13).

But it shall come to pass, if thou wilt not hearken unto the voice of the Lord thy God, to observe to do all his commandments and his statutes which I command thee this day; that all those curses shall come upon thee, and overtake thee: Cursed shalt thou be in the city, and cursed

shalt thou be in the field. The Lord shall send upon thee cursing, vexation, and rebuke, in all that thou settest thine hand unto for to do. The Lord shall make the pestilence cleave unto thee. And thy heaven that is over thy head shall be brass, and the earth that is under thee shall be iron. The Lord shall cause thee to be smitten before thine enemies: thou shalt go out one way against them, and flee seven ways before them. Thou shalt betroth a wife, and another man shall lie with her: thou shalt build an house and thou shalt not dwell therein: thou shalt plant a vineyard, and shalt not gather the grapes thereof. Thine ox shall be slain before thine eyes. Therefore, shalt thou serve thine enemies which the Lord shall send against thee, in hunger, and in thirst, and in nakedness, and in want of all things: And he shall put a yoke of iron upon thy neck, until he have destroyed thee. And the Lord shall scatter thee among all people, from the one end of the earth even unto the other. (Deut: 28: 15-64).

12*اس مضمون کی تقریر بائیبل کی کتابِ اِستثناء میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ اس تقریر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی وفات سے چند روز پہلے بنی اسرائیل کو ان کی تاریخ کے سارے اہم واقعات یاد دلاتے ہیں۔ پھر توراۃ کے اُن تمام احکام کو دُہراتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کو بھیجے تھے ۔ پھر ایک طویل خطبہ دیتے ہیں جس میں بتاتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنے رب کی فرمانبرداری کی تو کیسے کیسے انعامات سے نوازے جائیں گے اور اگر نافرمانی کی روش اختیار کی تو اس کی کیسی سخت سزا دی جائے گی۔ یہ خطبہ کتاب استثناء کے ابواب نمبر۴ – ٦ – ۸ – ۱۰ – ۱۱ اور ۲۸ تا ۳۰ میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے بعض بعض مقامات کمال درجہ موثر و عبرت انگیز ہیں۔ مثال کے طور پر اُس کے چند فقرے ہم یہاں نقل کرتے ہیں جن سے پورے خطبے کا اندازہ ہو سکتا ہے:

"سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا کے ساتھ محبت رکھ۔ اور یہ باتیں جن کا حکم آج میں تجھے دیتا ہوں تیرے دل پر نقش رہیں۔ اور تو اِن کو اپنی اولاد کے ذہن نشین کرنا اور گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور لیٹتے اور اُٹھتے ان کا ذکر کرنا"۔ (باب ۶۔ آیات ۴-۷)۔

"پس اے اسرائیل! خداوند تیرا خدا تجھ سے اس کے سوا کیا چاہتا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کا خوف ماننے اور اس کی سب راہوں پر چلے اور اُس سے محبت رکھے اور اپنے سارے دل اور ساری جان سے خداوند اپنے خدا کی بندگی کرے اور خداوند کے جو احکام اور آئین میں تجھ کو آج بتاتا ہوں اُن پر عمل کرے تاکہ تیری خیر ہو۔ دیکھ آسمان اور زمین اور جو کچھ زمین میں ہے یہ سب خداوند تیرے خدا ہی کا ہے"۔ (باب ۱۰۔ آیات ۱۲-۱۴)۔

"اور اگر تو خداوند اپنے خدا کی بات کو جانفشانی سے مان کر اس کے اِن سب حکموں پر جو آج کے دن میں تجھے دیتا ہوں احتیاط سے عمل کرے تو خداوند تیرا خدا دنیا کی سب قوموں سے زیادہ تجھ کو سرفراز کرے گا۔ اور اگر تو خداوند اپنے خدا کی بات سنے تو یہ سب برکتیں تجھ پر نازل ہوں گی اور تجھ کو ملیں گی۔ شہر میں بھی تو مبارک ہو گا اور کھیت میں بھی مبارک۔ خداوند تیرے دشمنوں کو جو تجھ پر حملہ کریں تیرے روبرو شکست دلائے گا۔ خداوند تیرے انبار خانوں میں اور سب کاموں میں جن میں تو ہاتھ ڈالے برکت کا حکم دے گا۔ تجھ کو اپنی پاک قوم بنا کر رکھے گا ور دنیا کی سب قومیں یہ دیکھ کر کہ تو خداوند کے نام سے کہلاتا ہے تجھ سے ڈر جائیں گی۔ تو بہت سی قوموں کو قرض دے گا پر خود قرض نہیں لے گا اور خداوند تجھ کو دُم نہیں بلکہ سر ٹھیرائے گا اور تو پشت نہیں بلکہ سرفراز ہی رہے گا"۔ (باب ۲۸۔ آیات ۱-۱۳)۔

"لیکن اگر تو ایسا نہ کرے کہ خداوند اپنے خدا کی بات سن کر اس کے سب احکام اور آئین پر جو آج کے دن میں تجھ کو دیتا ہے ہوں احتیاط سے نہ عمل کرے تو یہ سب لعنتیں تجھ پر ہوں گی اور تجھ کو لگیں گی۔ شہر میں بھی لعنتی ہو گا اور کھیت میں بھی لعنتی۔ خداوند اُن سب کاموں میں جن کو تو ہاتھ لگائے لعنت اور پھٹکار اور اضطراب کو تجھ پر نازل کرے گا۔ وبا تجھ سے لپٹی رہے گی۔ آسمان جو تیرے سر پر ہے پیتل کا اور زمین جو تیرے نیچے ہے لوہے کی ہو جائے گی۔ خداوند تجھ کو تیرے دشمنوں کے آگے شکست دلائے گا۔ تو ان کے

مقابلہ کے لیے تو ایک ہی راستہ سے جائے گا مگر ان کے سامنے سات سات راستوں سے بھاگے گا ۔ عورت سے منگنی تو تو کرے گا لیکن دوسرا اس سے مباشرت کرے گا۔ تو گھر بنائے گا لیکن اس میں بسنے نہ پائے گا۔ تو درخت لگائے گا پر اس کا پھل نہ کھا سکے گا۔ تیرا بیل تیری آنکھوں کے سامنے ذبح کیا جائے گا۔ بھوکا اور پیاسا اور ننگا اور سب چیزوں کا محتاج ہو کر تو اپنے اُن دشمنوں کی خدمت کرے گا جن کو خداوند تیرے برخلاف بھیجے گا اور غنیم تیری گردن پر لوہے کا جوا رکھے گا جب تک وہ تیرا ناس نہ کر دے۔ خداوند تجھ کو زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام قوموں میں پراگندہ کر دے گا"۔(باب ۲۸۔ آیات ۱۵-۶۴)-

وَ قَالَ مُوۡسٰۤی اِنۡ تَکۡفُرُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۸﴾	اور کہا موسیٰ نے کہ اگر ناشکری کرو تم اور وہ لوگ جو زمین میں ہیں سب کے سب۔ تو بیشک اللہ بے نیاز ہے قابل تعریف ہے۔ *13	8. And said Moses: “If you disbelieve, you and whoever is on the earth together, then certainly, Allah is indeed Self Sufficient, Owner of all Praise.” *13

*13 It should be noted that a reference to Prophet Moses (peace be upon him) and his people has been made here to warn the people of Makkah of the consequences of their ingratitude towards this favor of Allah that He has raised Prophet Muhammad (peace be upon him) from among them. This was a timely warning, for at that time they were showing ingratitude by rejecting that message. They were, therefore, warned to learn a lesson from the miserable condition of the Israelites, which was the result of their ingratitude to and rebellion against Allah’s favors.

As the Quraish themselves could see the consequences of that rebellious attitude of the Israelites, they were, so to

say, asked this question: Do you also desire to meet with the same consequences by showing ingratitude towards the message which is a great favor to you?

Obviously, the great favor which was shown to the Quraish was that Muhammad (peace be upon him) was raised from among them with that message about which he assured them over and over again: Accept this Message of mine: all the Arabs and the non-Arabs will surrender and submit to you?

13*اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کے معاملہ کی طرف یہ مختصراً اشارہ کرنے سے مقصود اہلِ مکہ کو یہ بتانا ہے کہ اللہ جب کسی قوم پر احسان کرتا ہے اور جواب میں وہ قوم نمک حرامی اور سرکشی دکھاتی ہے تو پھر ایسی قوم کو وہ عبرتناک انجام دیکھنا پڑتا ہے جو تمہاری آنکھوں کے سامنے بنی اسرائیل دیکھ رہے ہیں اب کیا تم بھی خدا کی نعمت اور اس کے احسان کا جواب کفرانِ نعمت سے دے کر یہی انجام دیکھنا چاہتے ہو یہاں یہ بات واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جس نعمت کی قدر کرنے کا یہاں قریش سے مطالبہ فرما رہا ہے وہ خصوصیت کے ساتھ اُس کی یہ نعمت ہے کہ اُس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے درمیان پیدا کیا اور آپ صلعم کے ذریعہ سے اُن کے پاس وہ عظیم الشان تعلیم بھیجی جس کے متعلق حضور صلعم بار بار قریش سے فرمایا کرتے تھے کہ کلمت واحدۃ تعطونیھا تملکون بھا العرب وتدین لکم بھا العجم"۔ میری ایک بات مان لو، عرب اور عجم سب تمہارے تابع ہوجائیں گے"۔

9. Has*14 there not reached you the news of those before you, the people of Noah, and Aaad, and Thamud, and those after them. None knows them	کیا *14نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو تم سے پہلے تھے۔ قوم نوح اور عاد اور ثمود۔ اور وہ لوگ جو انکے بعد تھے۔ نہیں جانتا جنہیں سوا ئے اللہ کے۔ آ ئے تھے	اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۛ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا

اللّٰهُ ؕ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ
بِالۡبَيِّنٰتِ فَرَدُّوۡۤا اَيۡدِيَهُمۡ
فِىۡۤ اَفۡوَاهِهِمۡ وَ قَالُوۡۤا اِنَّا
كَفَرۡنَا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ
وَ اِنَّا لَفِىۡ شَكٍّ مِّمَّا
تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَيۡهِ مُرِيۡبٍ ﴿۹﴾

انکے پاس انکے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ تو رکھ دیئے انہوں نے اپنے ہاتھ اُن کے مونھوں پر *15 اور کہنے لگے کہ بیشک ہم انکار کرتے ہیں اس سے تم کو بھیجا گیا ہے جسکے ساتھ اور بیشک ہم ہیں بڑے شک میں اس میں تم بلاتے ہو ہمیں جس کی طرف (بہت تردد کا) شک۔ *16

but Allah. To them came their messengers with clear proofs, but they thrust their hands into their mouths, *15 and said: "Indeed, we disbelieve in that you have been sent with, and indeed we are in big doubt of that you invite us to which, a (grave) doubt." *16

*14 The speech of Prophet Moses (peace be upon him) ended with Ayat 8. From here begins a direct address to the disbelievers of Makkah.

*14حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقریر اوپر ختم ہوگئی۔ اب براہِ راست کفارِ مکہ سے خطاب شروع ہوتا ہے۔

*15 There has been a great deal of difference of opinion in regard to the meaning of the Arabic words of the text and different commentators have assigned different meanings to them. But we arc of the opinion that these express merely the intolerance and perplexity and a bit of anger that was being shown by the disbelievers towards the message and this is confirmed by the subsequent sentence.

*15ان الفاظ کے مفہوم میں مفسرین کے درمیان بہت کچھ اختلاف پیش آیا ہے اور مختلف لوگوں نے مختلف معنی بیان کیے ہیں۔ ہمارے نزدیک اِن کا قریب ترین مفہوم وہ ہے جسے ادا کرنے کے لیے ہم اردو میں کہتے ہیں کانوں پر ہاتھ رکھے، یا دانتوں میں انگلی دبائی۔ اس لیے کہ بعد کا فقرہ صاف طور پر انکار اور اچنبھے ،

دونوں مضامین پر مشتمل ہے اور کچھ اس میں غصے کا انداز بھی ہے۔

***16 They had a "grave doubt" about the message because it had taken away their peace of mind. This was because invitation to the message always makes the minds uneasy, for it becomes hard even for its opponents to reject it outright or oppose it with peace of mind. Howsoever they might give vent to their doubts about it and oppose it tooth and nail the force of its truth and its sound arguments, its frankness and candor and its winning manners of exposition produce a great agitation in the minds of its bitterest opponents. Then the pure and spotless character of the Messenger and the marked change for the better brought about in his followers produce such an accumulative effect on their minds that even their most bitter antagonists begin to feel uneasy about their own stand. Thus, those who try to disturb the peace of mind of the upholders of the truth are themselves deprived of their own peace of mind.**

*16 "یعنی ایسا شک جس کی وجہ سے اطمینان رخصت ہوگیا ہے۔ یہ دعوتِ حق کا خاصہ ہے کہ جب وہ اٹھتی ہے تو اس کی وجہ سے ایک کھلبلی ضرور مچ جاتی ہے اور انکار و مخالفت کرنے والے بھی اطمینان کے ساتھ نہ اس کا انکار کرسکتے ہیں نہ اُس کی مخالفت۔ وہ چاہے کتنی ہی شدت کے ساتھ اُسے رد کریں اور کتنا ہی زور اُس کی مخالفت میں لگائیں، دعوت کی سچائی، اس کی معقول دلیلیں، اُس کی کھری اور بے لاگ باتیں، اُس کی دل موہ لینے والی زبان، اس کے داعی کی بے داغ سیرت، اُس پر ایمان لانے والوں کی زندگیوں کا صریح انقلاب، اور اپنے صدقِ مقال کے عین مطابق اُن کے پاکیزہ اعمال، یہ ساری چیزیں مل جل کر کٹے سے کٹے مخالف کے دل میں بھی ایک اضطراب پیدا کر دیتی ہیں۔ داعیانِ حق کو بے چین کرنے والا خود بھی چین سے محروم ہو جاتا ہے۔

10. **Their messengers said: "Can there be about Allah any doubt. The Creator of the heavens and the earth.** *17 **He calls you that He may forgive you of your sins and give you respite for a term appointed."** *18 **They said: "You are not but mortals like us.** *19 **You intend that you turn us away from what used to worship our fathers. Then bring to us a clear authority."** *20

کہا انکے رسولوں نے کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا *17 ۔ وہ بلاتا ہے تمہیں تاکہ معاف فرمادے تمہیں تمہارے گناہوں پر اور مہلت دے تمکو ایک مدت مقرر تک *18 ۔ وہ کہنے لگے نہیں ہو تم مگر بشر ہمارے جیسے *19 ۔ تم چاہتے ہو کہ روکدو ہمیں ان سے جن کو پوجتے رہے ہیں ہمارے آباؤ اجداد۔ تو لے آؤ واضح دلیل ۔ *20

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٠﴾

***17 The Messengers posed this question to those who rejected the message in order to bring home to them the absurdity of their stand with regard to God. For though, the mushriks of every age believed in the existence of God and acknowledged that He was the Creator of the heavens and the earth, they did not accept the message, its logical result, that He alone was entitled to their worship. That is why the Messengers asked them: Do you have any doubt about the existence of Allah?**

*17 رسولوں نے یہ بات اس لیے کہی کہ ہر زمانے کے مشرکین خدا کی ہستی کو مانتے تھے اور یہ بھی تسلیم

کرتے تھے کہ زمین اور آسمانوں کا خالق وہی ہے ۔ اسی بنیاد پر رسولوں نے فرمایا کہ آخر تمہیں شک کس چیز پر ہے ؟ ہم جس چیز کی طرف تمہیں دعوت دیتے ہیں وہ اِس کے سوا اور کیا ہے کہ اللہ فاطر السموٰات والارض تمہاری بندگی کا حقیقی مستحق ہے۔ پھر کیا اللہ کے بارے میں تم کو شک ہے؟

***18** **In the case of individuals, the appointed term may be either the time of one's death or the doomsday. As regards the appointed term for the rise and fall of communities, it is determined by their collective behavior. For instance, if a capable community degenerates before the expiry of its term, the assigned period is shortened and it is deposed. On the other hand, if a degenerate community changes its ways for the better, its term is extended, so much so that it may extend even to the doomsday. This same thing is implied in Ayat 11 of Surah Ar-Raad: The fact is that Allah does not change a people's lot unless they themselves change their own characteristics.**

*18 مدّتِ مقرر سے مراد افراد کی موت کا وقت بھی ہو سکتا ہے اور قیامت بھی۔ جہاں تک قوموں کا تعلق ہے ان کے اُٹھنے اور گرنے کے لیے اللہ کے ہاں مدت کا تعین اُن کے اوصاف کی شرط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔ ایک اچھی قوم اگر اپنے اندر بگاڑ پیدا کرلے تو اس کی مہلت عمل گھٹا دی جاتی ہے اور اسے تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک بگڑی ہوئی قوم اگر اپنے برے اوصاف کو اچھے اوصاف سے بدل لے تو اس کی مہلت عمل بڑھا دی جاتی ہے، حتیٰ کہ وہ قیامت تک بھی دراز ہو سکتی ہے۔ اسی مضمون کی طرف سورۂ الرعد کی آیت نمبر ۱۱ اشارہ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حال کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے اوصاف کو نہ بدل دے۔

***19** **The disbelievers meant to imply: You are a human being like us in every respect: you eat, drink and sleep like us and have wife and children like us. You feel hungry and**

thirsty, and suffer from heat and cold, disease and calamities like us. In short, you have every human limitation like us, and we see nothing unusual and extraordinary in you to induct us to accept you as a Prophet and believe that God communicates with you and sends His angels to you.

*19 اُن کا مطلب یہ تھا کہ تم ہر حیثیت سے بالکل ہم جیسے انسان ہی نظر آتے ہو۔ کھاتے ہو، پیتے ہو، سوتے ہو، بیوی بچے رکھتے ہو، بھوک ، پیاس ، بیماری، دُکھ، سردی، گرمی، ہر چیز کے احساس میں اور ہر بشری کمزوری میں ہمارے مشابہ ہو۔ تمہارے اندر کوئی غیر معمولی پن ہمیں نظر نہیں آتا جس کی بنا پر ہم یہ مان لیں کہ تم کوئی پہنچے ہوئے لوگ ہو اور خدا تم سے ہم کلام ہوتا ہے اور فرشتے تمہارے پاس آتے ہیں۔

*20 That is, if you still insist that you are a Prophet, bring a tangible proof of your appointment so as to convince us that you have really been sent by God and your message is from Him.

*20 یعنی کوئی ایسی سند جسے ہم آنکھوں سے دیکھیں اور ہاتھوں سے چھوئیں اور جس سے ہم کو یقین آجائے کہ واقعی خدا نے تم کو بھیجا ہے اور یہ پیغام جو تم لائے ہو خدا ہی کا پیغام ہے۔

قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نَّاۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ ؕ	کہا ان سے انکے رسولوں نے کہ نہیں ہیں ہم مگر بشر تمہارے ہی جیسے لیکن اللہ احسان کرتا ہے اسپر جس پر وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے *21 ۔ اور نہیں ہے ہمارے لئے کہ ہم لے آئیں تمہارے پاس دلیل مگر اذن سے	11. Said to them their messengers: “We are not but mortals like yourselves, but Allah bestows favor upon whom He wills of His slaves. *21 And it is not ours that we bring you an authority, except by the permission of

Allah. And upon Allah let them put their trust, those who believe.”	اللہ کے اور اللہ پر انکو توکل رکھنا چاہیے جو ایمان لائے۔	وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١

*21 That is, no doubt we are human beings like you but it is Allah’s will that He has chosen us from among you and blessed us with the knowledge of the truth and keen discernment. And this is Allah’s will and He has full power to bestow anything on anyone He wills. We are not in a position to ask Him to send that blessing to you or to anyone else: nor can we deny the realities which have been shown to us.

*21 یعنی بلا شبہ ہم ہیں تو انسان ہی مگر اللہ نے تمہارے درمیان ہم کو ہی علم حق اور بصیرت کاملہ عطا کرنے کے لیے منتخب کیا ہے۔ اس میں ہمارے بس کی کوئی بات نہیں۔ یہ تو اللہ کے اختیارات کا معاملہ ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو جو کچھ چاہے دے۔ ہم نہ یہ کر سکتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے پاس آیا ہے وہ تمہارے پاس بھجوادیں اور نہ یہی کر سکتے ہیں کہ جو حقیقت ہم پر منکشف ہوئی ہے اُس سے آنکھیں بند کرلیں۔

12. “And what is with us that we should not put trust upon Allah, and indeed He has guided us our ways. And we shall certainly bear with patience of what hurt you may cause us. And upon Allah let them put their trust, those who trust.”	اور کیا ہوا ہمیں کہ نہ توکل کریں ہم اللہ پر اور بیشک ہدایت دی ہے اسنے ہمیں ہمارے راستے میں۔ اور ہم ضرور صبر کریں گے اس پر جو تکلیفیں تم ہم کو دیتے ہو۔ اور اللہ پر توکل رکھنا چاہیے اہل توکل کو۔	وَ مَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝١٢

13. And said those who disbelieved to their messengers: "We will surely drive you out from our land, or you must return to our religion." *22 So revealed to them their Lord: "We will surely destroy the wrong doers."	اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا اپنے رسولوں سے کہ ضرور نکال دیں گے ہم تم کو اپنے ملک سے یا تم لوٹ آؤ ہمارے مذہب میں *22۔ پس وحی بھیجی انکی طرف انکے رب نے کہ ہم ضرور ہلاک کر دیں گے ظالموں کو۔	وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۳﴾

*22 It will be wrong to conclude from this demand of theirs that the Prophets professed the religion of their people before their appointment to the divine office. This only meant that their people thought so because before their appointment they led a quiet life and did not propagate a new religion nor refuted the religion in vogue at that time. That is why their people were under the wrong impression that the Prophets also professed the religion of their forefathers, and, therefore, accused them of apostasy. The fact, however, is that they had never followed the religion of their mushrik forefathers and were not guilty of apostasy.

*22اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام منصبِ نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے اپنی گمراہ قوموں کی ملت میں شامل ہوا کرتے تھے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نبوت سے پہلے چونکہ وہ ایک طرح کی خاموش زندگی بسر کرتے تھے، کسی دین کی تبلیغ اور کسی رائج الوقت دین کی تردید نہیں کرتے تھے، اِس لیے اُن کی قوم یہ سمجھتی تھی کہ وہ ہماری ہی ملت میں ہیں، اور نبوت کا کام شروع کر دینے کے بعد اُن پر یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ وہ ملت آبائی سے نکل گئے ہیں۔ حالانکہ وہ نبوت سے پہلے بھی کبھی مشرکین کی ملت میں

شامل نہ ہوئے تھے کہ اس سے خروج کا الزام اُن پر لگ سکتا۔

14. "And surely, We shall make you dwell in the land after them. *23 That is for him who fears standing before Me and fears My threat."	اور ضرور آباد کر دیں گے ہم تم کو اس زمین میں انکے بعد *23۔ یہ ہے اس کے لئے جو ڈرے میرے سامنے کھڑے ہونے سے اور خوف کرے میری وعید سے ۔	وَ لَنُسۡكِنَنَّكُمُ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامِىۡ وَ خَافَ وَعِيۡدِ ﴿۱۴﴾

*23 This was to reassure the Prophets that they should not worry at all about the threat that the disbelievers would banish them from their country, as if to say: We will uproot them from their land, and establish you and your followers firmly in their place.

23*یعنی گھبراؤ نہیں، یہ کہتے ہیں کہ تم اس ملک میں نہیں رہ سکتے، مگر ہم کہتے ہیں کہ اب یہ اِس سرزمین میں نہ رہنے پائیں گے۔ اب تو جو تمہیں مانے گا وہی یہاں رہے گا۔

15. And they sought victory, and was bought to loss every tyrant, opposed to the truth. *24	اور فتح چاہی انہوں نے اور نامراد رہ گیا ہر جبر کرنیوالا حق کا دشمن۔ *24	وَ اسۡتَفۡتَحُوۡا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ ۙ﴿۱۵﴾

*24 In order to grasp the real significance of these historical events, it should be kept in view that these are being related here as answers to those objections which the disbelievers of Makkah raised before the Prophet (peace be upon him). As the conditions there at the time of the revelation of this Surah were exactly like those of the peoples of the former Prophets, they have been cited here

to warn the Quraish along with the other mushriks of Arabia of the consequences, as if to say: The former disbelievers challenged their Messengers and were destroyed and the believers were established in the land. Likewise your future also entirely depends on the attitude you adopt towards the message of your Prophet. If you accept this, you will be allowed to remain in the land of Arabia, and if you reject it you shall be utterly uprooted from here. The subsequent events proved that this prophecy was literally fulfilled within fifteen years after this, for there remained not a single mushrik in the whole of Arabia.

24* ملحوظِ خاطر رہے کہ یہاں اِس تاریخی بیان کے پیرایہ میں دراصل کفارِ مکہ کو اُن باتوں کا جواب دیا جا رہا ہے جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کرتے تھے ۔ ذکر بظاہر پچھلے انبیاء اور ان کی قوموں کے واقعات کا ہے مگر چسپاں ہو رہا ہے وہ اُن حالات پر جو اس سورۃ کے زمانۂ نزول میں آ رہے تھے ۔ اس مقام پر کفار مکہ کو، بلکہ مشرکینِ عرب کو گویا صاف صاف متنبہ کر دیا گیا کہ تمہارا مستقبل اب اُس رویے پر منحصر ہے جو دعوتِ محمدیہ کے مقابلے میں تم اختیار کرو گے ۔ اگر اسے قبول کر لو گے تو عرب کی سرزمین میں رہ سکو گے ، اور اگر اسے رد کر دو گے تو یہاں سے تمہارا نام و نشان تک مٹا دیا جائے گا ۔ چنانچہ اس بات کو تاریخی واقعات نے ایک ثابت شدہ حقیقت بنا دیا ۔ اس پیشین گوئی پر پورے پندرہ برس بھی نہ گزرے تھے کہ سرزمین عرب میں ایک مشرک بھی باقی نہ رہا ۔

16. Beyond him there is Hell, and he will be made to drink a water of the oozing pus.	اسکے آگے ہے دوزخ اور پلایا جائے گا اسے پانی پیپ والا ۔	مِّنۡ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسۡقٰى مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ ۙ ﴿۱۶﴾
17. In gulps will he sip it, and not quite	وہ نگلے گا اسکو گھونٹ گھونٹ کر	يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيۡغُهٗ

swallow it, and will come to him death from every side, yet he will not die. And beyond him will be a harsh punishment.	کے اور نہیں گلے سے اتار سکے گا اور آرہی ہوگی اسے موت ہر طرف سے اور نہیں وہ مرسکے گا اور اسکے آگے ہے ایک سخت عذاب	وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَ مِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝١٧
18. The parable of those who disbelieved in their Lord is as their deeds are like ashes, blowing furiously by the wind on a stormy day. No power have they for what they have earned, *25 over anything. Such is that, the straying far away.	مثال ان لوگوں کی جنھوں نے کفرکیا اپنے رب کے ساتھ جیسے ہوں انکے اعمال راکھ کے مانند کہ اڑا لے جائے جسکو ہوا ایک طوفانی دن میں۔ نہیں قدرت ہوسکے گی انہیں وہ جو انہوں نے کمایا*25 اس پر کچھ بھی۔ یہی ہے وہ گمراہی بہت دور کی۔	مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝١٨

*25 That is, those who were perfidious, faithless, and disobedient to the divine message, and refused to adopt that way to which the Messengers invited, will find in the end that all the deeds and earnings of their lives were as worthless as a heap of ashes. Just as each and every particle of a high mound of ashes formed during a long course of years is scattered by the wind on a stormy day, likewise all their grand works will prove on the stormy doomsday to be no more than a mound of ashes. Their dazzling culture, their grand civilization, their wonderful kingdoms and

states, their magnificent universities, their sciences and their literatures, nay, even their hypocritical worship, and so called virtuous deeds, their charitable and reformative works of which they were very proud in the worldly life, shall prove to be as worthless as a heap of ashes, and will be scattered by the storm of the Day of Resurrection. So much so that there shall not remain a single particle of their works worthy of being placed in the divine scale on that Day in their favor.

*25یعنی جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ نمک حرامی ، بے وفائی، خود مختاری اور نافرمانی و سرکشی کی روش اختیار کی، اور اطاعت وبندگی کا وہ طریقہ اختیار کرنے سے انکار کر دیا جس کی دعوت انبیاء علیہم السلام لے کرآئے ہیں، اُن کا پورا کارنامۂ حیات اور زندگی بھر کا سارا سرمایہ عمل آخر کار ایسا لاحاصل اور بے معنیٰ ثابت ہو گا جیسے ایک راکھ کا ڈھیر تھا جو اکٹھا ہو ہو کر مدّتِ دراز میں بڑا بھاری ٹیلہ سا بن گیا تھا، مگر صرف ایک ہی دن کی آندھی نے اس کو ایسا اڑایا کہ اُس کا ایک ایک ذرّہ منتشر ہو کر رہ گیا۔ اُن کی نظر فریب تہذیب ، اُن کا شاندار تمدن، اُن کی حیرت انگیز صنعتیں، اُن کی زبردست سلطنتیں، اُن کی عالیشان یونیورسٹیاں، اُن کے علوم وفنون اور ادبِ لطیف وکثیف کے اتھاہ ذخیرے، حتیٰ کہ اُن کی عبادتیں اور اُن کی ظاہری نیکیاں اور اُن کے بڑے بڑے خیراتی اور رفاہی کارنامے بھی، جن پر وہ دنیا میں فخر کرتے ہیں، سب کے سب آخر کار راکھ کا ایک ڈھیر ہی ثابت ہوں گے جسے یومِ قیامت کی آندھی بالکل صاف کر دے گی اور عالمِ آخرت میں اُس کا ایک ذرّہ بھی اُن کے پاس اس لائق نہ رہے گا کہ اُسے خدا کی میزان میں رکھ کر کچھ بھی وزن پا سکیں۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَ يَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۙ ﴿۱۹﴾

کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ *26۔ اگر وہ چاہے تو لے جائے تم کو اور لے آئے ایک نئی مخلوق۔

19. Have you not seen that Allah has created the heavens and the earth in truth. *26 If He wills, He could take you away and bring a new creation.

*26 This is the proof of the preceding statement that the works of the disbelievers are worthless like ashes. The question implies: Why are you skeptical of this? Do you not see that the grand system of the earth and the heavens is based on the survival of truth and not on the survival of falsehood. Everything bears witness to the fact that anything which is not based on truth and reality but rests on unreal speculation and guess work cannot continue to live long. Therefore anyone who builds his works on the latter will most surely fail in his designs. For it is obvious that such a person builds his works on sand and should not, therefore, expect that they can last long. Likewise those who discard the truth and reality and build their works on false theories and presumptions should not expect at all that they can have any lasting value for they are bound to be scattered like worthless ashes. If this is obvious as it is, why should you cherish any doubts about the fact that anyone who builds the system of his life on the basis that he is independent of Allah or on the godhead of someone else (whereas there is no other God) shall inevitably find all his works to be worthless. When the fact is that man is not absolutely independent in this world nor is he the servant of anyone else than Allah, why should you not expect that anyone who builds his works on this falsehood, shall find that all his works were worthless like the heap of ashes that was scattered all over by the wind?

*26 یہ دلیل ہے اُس دعوے کی جو اوپر کیا گیا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اِس بات کو سن کر تمہیں تعجب کیوں ہوتا ہے؟ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ یہ زمین و آسمان کا عظیم الشان کارخانہ تخلیق حق پر قائم ہوا ہے نہ کہ باطل پر؟

یہاں جو چیز حقیقت اور واقعیت پر مبنی نہ ہو، بلکہ ایک بے اصل قیاس و گمان پر جس کی بنا رکھ دی گئی ہو، اُسے کوئی پائیداری نصیب نہیں ہو سکتی۔ اُس کے لیے قرار و ثبات کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اُس کے اعتماد پر کام کرنے والا کبھی اپنے اعتماد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جو شخص پانی پر نقش بنائے اور ریت پر قصر تعمیر کرے وہ اگر یہ امید رکھتا ہے کہ اس کا نقش باقی رہے گا اور اُس کا قصر کھڑا رہے گا تو اس کی یہ اُمید کبھی پوری نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ پانی کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ وہ نقش قبول کرے اور ریت کی یہ حقیقت نہیں کہ وہ عمارتوں کے لیے مضبوط بنیاد بن سکے۔ لہٰذا سچائی اور حقیقت کو نظر انداز کر کے جو شخص باطل امیدوں پر اپنے عمل کی بنیاد رکھے اُسے ناکام ہونا ہی چاہیے۔ یہ بات اگر تمہاری سمجھ میں آتی ہے تو پھر یہ سن کر تمہیں حیرت کس لیے ہوتی ہے کہ خدا کی اِس کائنات میں جو شخص اپنے آپ کو خدا کی بندگی و اطاعت سے آزاد فرض کر کے کام کرے گا یا خدا کے سوا کسی اَور کی خدائی مان کر (جس کی فی الواقع خدائی نہیں ہے) زندگی بسر کرے گا ، اس کا پورا کارنامۂ زندگی ضائع ہو جائے گا؟ جب واقعہ یہ نہیں ہے کہ انسان یہاں خود مختار ہو یا خدا کے سوا کسی اور کا بندہ ہو، تو اس جھوٹ پر، اس خلاف واقعہ مفروضہ پر، اپنے پورے نظام فکر و عمل کی بنیاد رکھنے والا انسان تمہاری رائے میں پانی پر نقش بنانے والے احمق کا سا انجام نہ دیکھے گا تو اُس کے لیے اور کس انجام کی تم توقع رکھتے ہو؟

وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾	اور نہیں یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل *27۔	20. And that is not for Allah at all difficult. *27

*27 This is by way of admonition that follows immediately the proof of the statement in the preceding verse. This removes also any doubt that might arise concerning that decisive statement. One might question it like this: If the creation is really based on the survival of truth, why is it that every follower of falsehood and every wrongdoer is not destroyed forthwith? This is the answer: O foolish man, do you think that it is difficult for Allah to destroy such a

person? Or, do you think that Allah does not destroy him because he has some close relationship with Him? If this is not so, and you yourself know that it is not so, you should understand it well that any community that follows falsehood and commits wicked deeds is always in danger of being removed to make room for a better community to work in its stead. If respite is given and the threat does not take a practical shape, it does not mean that there is no danger at all. Instead of being neglectful, you should make use of every moment of this respite and realize that the false system which you are following is not stable and durable. You should, therefore, build it on stable and durable foundations.

*27 دعوے پر دلیل پیش کرنے کے بعد فورًا ہی یہ فقرہ نصیحت کے طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے اور ساتھ ساتھ ایک شبہ کا ازالہ بھی ہے جو اوپر کی دو ٹوک بات سن کر آدمی کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے ۔ ایک شخص پوچھ سکتا ہے کہ اگر بات وہی ہے جو اِن آیتوں میں فرمائی گئی ہے تو یہاں ہر باطل پرست اور غلط کار آدمی فنا کیوں نہیں ہو جاتا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نادان! کیا تو سمجھتا ہے کہ اسے فنا کر دینا اللہ کے لیے کچھ دشوار ہے ؟ یا اللہ سے اس کا کوئی رشتہ ہے کہ اس کی شرارتوں کے باوجود اللہ نے محض اقربا پروری کی بنا پر اُسے مجبورًا چھوٹ دے رکھی ہو؟ اگر یہ بات نہیں ہے ، اور تو خود جانتا ہے کہ نہیں ہے، تو پھر تجھے سمجھنا چاہیے کہ ایک باطل پرست اور غلط کار قوم ہر وقت اس خطرے میں مبتلا ہے کہ اسے ہٹا دیا جائے اور کسی دوسری قوم کو اس کی جگہ کام کرنے کا موقع دے دیا جائے ۔ اس خطرے کے عملاً رُونما ہونے میں اگر دیر لگ رہی ہے تو اس غلط فہمی کے نشے میں مست نہ ہو جا کہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے ۔ مہلت کے ایک ایک لمحے کو غنیمت جان اور اپنے باطل نظامِ فکر و عمل کی ناپائیداری کو محسوس کر کے اسے جلدی سے جلدی پائیدار بنیادوں پر قائم کر لے ۔

21. And they shall appear before Allah all together, *28 then will say the weak ones to those who were arrogant: "Indeed, we were your followers, so can you avail us against the punishment of Allah anything." They will say: "If had guided us Allah, we would have guided you. It is all the same for us, whether we rage or have patience. For us there is not any place of refuge." *29

اور حاضر ہوں گے اللہ کے سامنے سب کے سب *28۔ تو کہیں گے کمزور لوگ ان سے جو بڑے بنے ہوئے تھے یقیناً ہم تھے تمہارے تابع۔ تو کیا تم دفع کر سکتے ہو ہم پر سے اللہ کے عذاب میں سے کچھ بھی۔ وہ کہیں گے کہ اگر ہدایت دیتا ہمیں اللہ تو ہدایت کرتے ہم تم کو۔ برابر ہے ہمارے لئے کہ ہم گھبراہٹ ظاہر کریں یا صبر کریں۔ نہیں ہے ہمارے لئے کوئی جگہ پناہ کی۔ *29

وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ
الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا
اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ
اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ
عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا
لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ
سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ
صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ
٢١

*28 The word *baruz* means to emerge and also implies to become known. That is why it has been translated into "shall appear before Allah", for it implies both these meanings. As a matter of fact, all the people are fully exposed all the time before Allah but they do not realize it. They will, however, realize it on the Day of Judgment when they shall be presented before the Greatest of all Judges that they were fully exposed before Him all along. So much so that every deed they did and each and everything they thought and desired is known to Him.

*28 بروز کے معنی محض نکل کر سامنے آنے اور پیش ہونے ہی کے نہیں ہیں بلکہ اس میں ظاہر ہونے اور کھل جانے کا مفہوم بھی شامل ہے ۔ حقیقت کے اعتبار سے تو بندے ہر وقت اپنے رب کے سامنے موجود ہیں ۔ مگر آخرت کی پیشی کے دن جب وہ سب کے سب اللہ کی عدالت میں حاضر ہوں گے تو انہیں خود بھی معلوم ہو گا کہ ہم اس احکم الحاکمین اور مالک یوم الدین کے سامنے بالکل بے نقاب ہیں ، ہمارا کوئی کام بلکہ کوئی خیال اور دل کے گوشوں میں چھپا ہوا کوئی ارادہ تک اس سے مخفی نہیں ہے ۔

*29 This is to serve as a warning to all those people who follow others blindly or obey and submit to tyrants because they say: We are weak. They are warned, as if to say: You should note it well that those leaders, saints, officers and rulers whom you arc following blindly today, will not be able to protect you at all from the chastisement of Allah. Therefore, you should consider it well today where such people, whom you are following or obeying, are themselves going and where they are leading you.

*29 یہ تنبیہ ہے اُن سب لوگوں کے لیے جو دنیا میں آنکھیں بند کر کے دوسروں کے پیچھے چلتے ہیں یا اپنی کمزوری کو حجت بنا کر طاقتور ظالموں کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان کو بتایا جا رہا ہے کہ آج جو تمہارے لیڈر اور پیشوا اور افسر اور حاکم بنے ہوئے ہیں، کل ان میں سے کوئی بھی تمہیں خدا کے عذاب سے ذرہ برابر بھی نہ بچا سکے گا۔ لہٰذا آج ہی سوچ لو کہ تم جس کے پیچھے چل رہے ہو یا جس کا حکم مان رہے ہو وہ خود کہاں جا رہا ہے اور تمہیں کہاں پہنچا کر چھوڑے گا۔

22. And Satan will say when has been decided the matter: “Indeed, Allah promised you the promise of truth. And I promised you,	اور کہے گا شیطان جب ہو چکے گا فیصلہ ۔ بیشک اللہ نے وعدہ کیا تھا تم سے ایک وعدہ سچا اور وعدہ میں نے تم سے کیا تھا پھر میں نے تم	وَ قَالَ الشَّيۡطٰنُ لَمَّا قُضِىَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمۡ وَعۡدَ الۡحَقِّ وَ وَعَدۡتُّكُمۡ

فَاَخۡلَفۡتُكُمۡ ؕ وَ مَا كَانَ لِىَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُكُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِىۡ ۚ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِىۡ وَ لُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِكُمۡ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِىَّ ؕ اِنِّىۡ كَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَكۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۲۲﴾

سے اس کے خلاف کیا۔ *30 اور نہیں تھا میرا تم پر کسی طرح کا زور مگر یہ کہ میں نے تم کو دعوت دی تھی تو تم نے کہنا مان لیا میرا *31 ۔ تو نہ ملامت کرو مجھے اور ملامت کرو اپنے آپ کو۔ نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ یقیناً میں انکار کرتا ہوں اس سے جو کہ تم مجھے شریک بناتے تھے اس سے پہلے *32 ۔ بیشک جو ظالم ہیں انکے لئے ہے دردناک عذاب ۔

then I betrayed you. *30 And it was not for me over you any authority except that I invited you, then you responded to me. *31 So do not blame me, and blame yourselves. Neither I can come to your rescue, nor you can come to my rescue. Indeed, I disbelieved in that which you ascribed to me before. *32 Indeed, the wrong doers, for them is a painful punishment.”

*30 When the criminals will charge Satan with leading them astray, he will plead guilty, as if to say: You yourselves see now that all the promises and warnings made by Allah have come out true and all the promises which I made have proved to be false. I also confess that it was all deception that I gave you false assurances of prosperity, beguiled you by greed and enticed you in the the snare of great expectations. I assured you that in the first instance there will be no life in the Hereafter, and that, if there be any, you will be freed by the intercession of such

and such a saint. The only thing you have to do is to make offerings before him: then you may do whatever you please, for he will deliver you from all the consequences. I repeat that I said all these things and asked my agents to say the same.

*30 یعنی تمہارے تمام گلے شکوے اس حدتک توبالکل صحیح ہیں کہ اللہ سچا تھا اور میں جھوٹا تھا۔ اس واقعے سے مجھے ہرگز انکار نہیں ہے ۔ اللہ کے وعدے اور اس کی وعیدیں ، تم دیکھ ہی رہے ہو کہ ان میں سے ہر بات جوں کی توں سچی نکلی ۔ اور میں خود مانتا ہوں کہ جو بھروسے میں نے تمہیں دلائے، جن فائدوں کے لالچ تمہیں دیے، جن خوشنما توقعات کے جال میں تم کو پھانسا اور سب سے بڑھ کر یہ یقین جو تمہیں دلایا کہ اول تو آخرت کچھ بھی نہیں ہے، سب محض ڈھکوسلا ہے ، اور اگر ہوئی بھی تو فلاں حضرت کے تصدق سے تم صاف بچ نکلو گے ، بس ان کی خدمت میں نذر ونیاز کی رشوت پیش کرتے رہو اور پھر جو چاہو کرتے پھرو، نجات کا ذمہ اُنکا، یہ ساری باتیں جو میں تم سے کہتا رہا اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سے کہلواتا رہا، یہ سب محض دھوکا تھا۔

***31 That is, you cannot say and prove that it was I who forced you to follow the wrong way, whereas you wanted to follow the right way. You will yourselves admit that it is not so. I did no more than this that I invited you to falsehood in opposition to the invitation to the truth and tempted you to vice instead of virtue. But I had no power to force you to the wrong way, if you desired to follow the right way, when you had the power and the option to follow either of the ways. Now I am ready to bear the burden of the wicked invitation I extended to you, but you are not justified in any way to throw on me the burden of accepting my invitation for you did it on your own responsibility. You should, therefore, yourselves bear all its consequences.**

*31 یعنی اگر آپ حضرات ایسا کوئی ثبوت رکھتے ہوں کہ آپ خود راہِ راست پر چلنا چاہتے تھے اور میں نے

زبردستی آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو غلط راستے پر کھینچ لیا، تو ضرور اسے پیش فرمائیے، لیکن آپ خود مانیں گے کہ واقعہ یہ نہیں ہے ۔ میں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا کہ دعوتِ حق کے مقابلے میں اپنی دعوتِ باطل آپ کے سامنے پیش کی، سچائی کے مقابلہ میں جھوٹ کی طرف آپ کو بلایا، نیکی کے مقابلہ میں بدی کی طرف آپ کو پکارا۔ ماننے اور نہ ماننے کے جملہ اختیارات آپ ہی حضرات کو حاصل تھے ۔ میرے پاس آپ کو مجبور کرنے کی کوئی طاقت نہ تھی ۔ اب اپنی اس دعوت کا ذمہ دار تو بلا شبہ میں خود ہوں اور اس کی سزا بھی پا رہا ہوں ۔ مگر آپ نے جو اس پر لبیک کہا اس کی ذمہ داری آپ مجھ پر کہاں ڈالنے چلے ہیں ۔ اپنے غلط انتخاب اور اپنے اختیار کے غلط استعمال کی ذمہ داری تو آپ کو خود ہی اُٹھانی چاہیے ۔

*32 This is a clear proof of shirk in practice, as apart from shirk in creed. As Satan will charge his followers with making him a partner with God, it is obvious that as far as creed is concerned there is no one who makes Satan a partner with God in His Godhead or His worship: nay, every one curses him for his evil ways. Nevertheless, people obey and submit to him and follow him blindly, as if he were their god and that is what has been termed shirk.

Let us now consider this thesis from the opposite point of view. Someone might say that this does not hold good, for this is based on a mere saying of Satan which has been cited here. First, this objection is not sound because Allah Himself would have refuted it, had it been baseless. Secondly, this is not the only instance of shirk in practice in the Quran. Here are a few more instances of this.

(a) It charges the Jews and Christians with shirk because they set up their priests and monks as their Lords besides Allah. (Surah At-Tauba, Ayat 31).

(b) Those who follow the superstitious customs have been called mushriks. (Surah Al-Anaam, Ayats 136-139).

(c) Those who follow their lusts have been charged with making their selves as their god. (Al-Furqan, Ayat 43).
(d) Those who are disobedient to Allah have been accused of worshiping Satan. (Suranh Saba, Ayat 60).
(e) Those who follow man made laws without Allah's sanction have been reproved for setting up the makers of the laws without Allah's sanction as partners with God. (SUra Ham-Sajdah, Ayat 21).
All the above instances are clear proofs of the fact that shirk is not confined to this creed alone that one might set up a partner with Allah in His Godhead as an article of faith. But it is also shirk that one should follow and surrender to someone other than Allah without any divine sanction or in spite of a divine prohibition. Such a one shall be guilty of shirk even though the follower might be at the same time cursing him whom he follows and obeys. The only difference between the two kinds of shirk may be the extent of the crime and not its nature.

*32 ”یہاں پھر شرکِ اعتقادی کے مقابلہ میں شرک کی ایک مستقل نوع یعنی شرکِ علی کے وجود کا ایک ثبوت ملتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ شیطان کو اعتقادی حیثیت سے تو کوئی بھی نہ خدائی میں شریک ٹھیراتا ہے اور نہ اس کی پرستش کرتا ہے۔ سب اُس پر لعنت ہی بھیجتے ہیں ۔ البتہ اس کی اطاعت اور غلامی اور اس کے طریقے کی اندھی یا آنکھوں دیکھے پیروی ضرور کی جا رہی ہے، اور اُسی کو یہاں شرک کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کوئی صاحب جواب میں فرمائیں کے یہ تو شیطان کا قول ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے۔ لیکن ہم عرض کریں گے کہ اول تو اس کے قول کی اللہ تعالیٰ خود تردید فرما دیتا اگر وہ غلط ہوتا ۔ دوسرے شرکِ علی کا صرف یہی ایک ثبوت قرآن میں نہیں ہے بلکہ اس کی متعدد ثبوت پچھلی سورتوں میں گزر چکے ہیں اور آگے آرہے ہیں۔ مثال کے طور پر یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ الزام کہ وہ اپنے احبار اور رُہبان کو ارباب

من دون اللہ بنائے ہوئے ہیں (التوبہ، آیت ۱۳۷)۔ خواہشاتِ نفس کی بندگی کرنے والوں کے متعلق یہ فرمانا کہ انہوں نے اپنی خواہشِ نفس کو خدا بنا لیا ہے (الفرقان، آیت نمبر ۴۳)۔ نافرمان بندوں کے متعلق یہ ارشاد کہ وہ شیطان کی عبادت کرتے رہے ہیں (یٰسین، آیت ۶۰)۔ انسانی ساخت کے قوانین پر چلنے والوں کو ان الفاظ میں ملامت کہ اذن خداوندی کے بغیر جن لوگوں نے تمہارے لیے شریعت بنائی ہے وہ تمہارے "شریک" ہیں (الشوریٰ، آیت نمبر ۲۱)۔ یہ سب کیا اُسی شرکِ عملی کی نظیریں نہیں ہیں جس کا یہاں ذکر ہو رہا ہے؟ ان نظیروں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شرک کی صرف یہی ایک صورت نہیں ہے کہ کوئی شخص عقیدۃً کسی غیراللہ کو خدائی میں شریک ٹھیرائے۔ اس کی ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ وہ خدائی سند کے بغیر، یا احکام خداوندی کے علی الرغم، اُس کی پیروی اور اطاعت کرتا چلا جائے۔ ایسا پیرو اور مطیع اگر اپنے پیشوا اور مطاع پر لعنت بھیجتے ہوئے بھی عملاً یہ روش اختیار کر رہا ہو تو قرآن کی روح سے وہ اُس کو خدائی میں شریک بنائے ہوئے ہے، چاہے شرعاً اُس کا حکم بالکل وہی نہ ہو جو اعتقادی مشرکین کا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سورۂ انعام، حاشیہ نمبر ۸۷ و ۱۰۷۔ الکہف حاشیہ ۵۰)۔

وَ اُدۡخِلَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ؕ تَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾	اور داخل کئے جائیں گے وہ جو ایمان لائے اور کرتے رہے نیک اعمال بہشتوں میں بہ رہی ہیں جنکے نیچے نہریں وہ رہیں گے ان میں اپنے رب کے اذن سے۔ انکی باہمی دعا وہاں پر ہوگی سلام *33۔	23. And will be admitted those who believed and did righteous deeds to the gardens flowing underneath which are rivers, abiding therein with the permission of their Lord. Their greeting therein is: "Peace." *33

*33 The Arabic word *tahiyyah* is literally a prayer for long life, but in usage it is a greeting at meeting. Therefore, the expression may mean: They will welcome one another with

peace be upon you, or will be welcomed with these words. It may also be noted that the word *salam* implies both a prayer for peace and a congratulation on it.

*33 تحیہ کے لغوی معنی ہیں دعائے درازی عمر۔ مگر اصطلاحاً عربی زبان میں یہ لفظ اس کلمہ خیر مقدم یا کلمۂ استقبال کے لیے بولا جاتا ہے جو لوگ آمنا سامنا ہونے پر سب سے پہلے ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ اردو میں اس کا ہم معنی لفظ یا تو "سلام" ہے، یا پھر علیک سلیک۔

تَحِيَّتُهُمۡ کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ ان کے درمیان آپس میں ایک دوسرے کے استقبال کا طریقہ یہ ہوگا ، اور یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ ان کا اس طرح استقبال ہوگا۔ نیز سلامٌ میں دعائے سلامتی کا مفہوم بھی ہے اور سلامتی کی مبارکباد کا بھی۔ ہم نے موقع کی مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے وہ مفہوم اختیار کیا ہے جو ترجمہ میں درج ہے۔

أَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِي السَّمَآءِ ۙ ﴿٢٤﴾

کیا نہیں دیکھا تو نے کیسی بیان فرمائی ہے اللہ نے مثال کلمہ طیبہ کی *34 جیسے ایک درخت پاکیزہ جس کی جڑ مضبوط اور اسکی شاخیں آسمان میں۔ *35

24. Have you not seen how sets forth Allah a parable. A good word *34 is like a good tree, its root sets firm, and its branches into sky. *35

*34 Though the expression literally means pure word, here it stands for truthful saying and righteous creed. According to the Quran, this saying and creed are the acceptance of the doctrine of *Tauhid*, belief in Prophethood and revelation, and in the life of the Hereafter, for it declares these things to be the fundamental truths.

*34 کلمہ طیبہ کے لفظی معنی "پاکیزہ بات" کے ہیں، مگر اِس سے مراد وہ قولِ حق اور عقیدہ صالحہ جو سراسر

حقیقت اور راستی پر مبنی ہو۔ یہ قول اور عقیدہ قرآن مجید کی رُو سے لازماً وہی ہو سکتا ہے جس میں توحید کا اقرار، انبیاء اور کتب آسمانی کا اقرار، اور آخرت کا اقرار ہو، کیونکہ قرآن اِنہی امور کو بنیادی صداقتوں کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔

*35 This is to show the strength and extent of the pure word. As the entire system of the universe hangs upon the reality contained in this pure word which the believer professes, the earth and its entire system cooperates with him and the heaven with its entire system welcomes him. There is, therefore, no conflict between him and the law of nature, and everything in its very nature extends its help to him.

*35 دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ زمین سے لے کر آسمان تک چونکہ سارا نظامِ کائنات اُسی حقیقت پر مبنی ہے جس کا اقرار ایک مومن اپنے کلمہ طیبہ میں کرتا ہے، اس لیے کسی گوشے میں بھی قانونِ فطرت اس سے نہیں ٹکراتا، کسی شے کی بھی اصل اور جبلت اُس سے اِنکار نہیں کرتی، کہیں کوئی حقیقت اور صداقت اُس سے متصادم نہیں ہوتی۔ اِسی لیے زمین اور اُس کا پورا نظام اُس سے تعاون کرتا ہے، اور آسمان اور اُس کا پورا عالم اُس کا خیر مقدم کرتا ہے۔

25. Giving its fruit at all times, by the permission of its Lord. *36 And sets forth Allah parables for mankind that perhaps they may take heed.	وہ لاتا ہو اپنا پھل ہر موقع پر اپنے رب کے حکم سے۔*36 اور بیان فرماتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے لئے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔	تُؤْتِیْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

*36 That is, the pure word is so fruitful that every person (or community) who bases his system of life on it, gets benefit from it every moment for it helps to produce

clearness in thought, balance in temperament, strength in character, purity in morals, firmness in conduct, righteousness in talk, straightforwardness in conversation, good temperament in social behavior, nobility in culture, justice and equity in economy, honesty in politics, nobility in war, sincerity in peace; confidence in promises and pledges. In short, it is the elixir that changes everything into gold if one makes the proper use of it.

*36 یعنی وہ ایسا بار آور اور نتیجہ خیز کلمہ ہے کہ جو شخص یا قوم اِسے بنیاد بنا کر اپنی زندگی کا نظام اس پر تعمیر کرے، اُس کو ہر آن اس کے مفید نتائج حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ وہ فکر میں سلجھاؤ، طبیعت میں سلامت، مزاج میں اعتدال، سیرت میں مضبوطی، اخلاق میں پاکیزگی، روح میں لطافت، جسم میں طہارت و نظافت، برتاؤ میں خوشگواری، معاملات میں راست بازی، کلام میں صداقت شعاری، قول و قرار میں پختگی، معاشرت میں حسنِ سلوک، تہذیب میں فضیلت، تمدن میں توازن، معیشت میں عدل و مساوات، سیاست میں دیانت، جنگ میں شرافت، صلح میں خلوص اور عہدوپیمان میں وثوق پیدا کرتا ہے۔ وہ ایک ایسا پارس ہے جس کی تاثیر اگر کوئی ٹھیک ٹھیک قبول کرلے تو کندن بن جائے۔

وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾	اور مثال کلمہ خبیثہ کی *37 جیسے ایک خبیث درخت کہ اکھیڑ کر پھینک دیا جائے زمین کے اوپر ہی سے۔ نہیں ہے اسکو کوئی ثبات۔ *38	26. And the parable of an evil word *37 is like an evil tree, uprooted from above the earth, not having any stability. *38

*37 Evil word is the opposite of pure word. It may be applied to everything that is unreal and wrong but here it stands for any false creed that one might adopt as a basis of

his system of life, irrespective of whether it be atheism or heresy or disbelief or shirk or idol worship or any other ism that has not been brought by a Messenger.

*37 ”یہ لفظ کلمہ طیبہ کی ضد ہے جس کا اطلاق اگرچہ ہر خلافِ حقیقت اور مبنی بر غلط قول پر ہو سکتا ہے، مگر یہاں اُس سے مراد ہر وہ باطل عقیدہ ہے جس کو انسان اپنے نظام زندگی کی بنیاد بنائے، عام اِس سے کہ وہ دہریت ہو، الحاد و زندقہ ہو، شرک و بت پرستی ہو،یا کوئی اور ایسا تخیل جو انبیاء کے واسطے سے نہ آیا ہو۔

***38 And evil word (false creed) has no stability because it is against the law of nature. Therefore, everything in the universe opposes it and refutes it, as if the earth hates it and is ready to spit out its seeds every time they are sown in it, and if some seed succeeds in growing an evil tree, heaven suppresses down its branches. In fact, false creed could never have been allowed to develop, if man had not been given the freedom of choice and respite for work for the sake of his trial. That is why when same foolish people exert to establish a system of life on it, it is allowed to grow to a certain extent, but it produces nothing but harmful results as long as it lasts. And no sooner does it encounter with adverse circumstances than it is thoroughly uprooted from the earth.**

The distinction between the pure word and the evil word is so apparent that anyone who makes a critical study of the religious, moral, intellectual and cultural history of the world can perceive it easily. For the pure word has always been the one and same during the whole history of mankind and has never been uprooted. On the contrary, there have been innumerable evil words but each and every one has been so uprooted that there has remained hardly anything

of it except its name in the pages of history. Nay, some of these had proved to be so absurd that if these are mentioned today one wonders how one could have followed such nonsensical things.

There has been another noteworthy difference between the two words. Whenever and wherever the pure word has been adopted by an individual or a community, its blessings had not been confined to that individual and community but had benefited all around them. On the contrary, whenever and wherever an evil word has been adopted by an individual or a community, its evils had spread chaos and disorder all around them.

In this connection, it should also be noted that the parable of the pure word and the evil word explains the same theme that had been explained by the similitude of the mound of ashes that is blown away by the wind of the stormy day (Ayat 18) and of the foam of flood, and the scum of the melted metals. (Surah Ar-Raad, Ayat 17).

38*دوسرے الفاظ میں اِس کا مطلب یہ ہوا کہ عقیدہ باطل چونکہ حقیقت کے خلاف ہے اس لیے قانونِ فطرت کہیں بھی اُس سے موافقت نہیں کرتا۔ کائنات کا ہر ذرہ اُس کی تکذیب کرتا ہے۔ زمین و آسمان کی ہر شے اس کی تردید کرتی ہے۔ زمین میں اُس کا بیج بونے کی کوشش کی جائے تو ہر وقت وہ اُسے اگلنے کے لیے تیار رہتی ہے۔ آسمان کی طرف اس کی شاخیں بڑھنا چاہیں تو وہ انہیں نیچے دھکیلتا ہے۔ انسان کو اگر امتحان کی خاطر انتخاب کی آزادی اور عمل کی مہلت نہ دی گئی ہوتی تو یہ بدذات درخت کہیں اُگنے ہی نہ پاتا۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے ابنِ آدم کو اپنے رجحان کے مطابق کام کرنے کا موقع عطا کیا ہے، اس لیے جو نادان لوگ قانونِ فطرت سے لڑ بھڑ کر یہ درخت لگانے کی کوشش کرتے ہیں، اُن کے زور مارنے سے زمین اُسے تھوڑی بہت جگہ دے دیتی ہے، ہوا اور پانی سے کچھ نہ کچھ غذا بھی اسے مل جاتی ہے، اور فضا بھی اس کی شاخوں کے

پھیلنے کے لیے بادلِ ناخواستہ کچھ موقع دینے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ لیکن جب تک یہ درخت قائم رہتا ہے کڑوے، کسیلے، زہریلے پھل دیتا رہتا ہے، اور حالات کے بدلتے ہی حوادث کا ایک جھٹکا اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔

کلمہ طیبہ اور کلمات خبیثہ کے اس فرق کو ہر وہ شخص بآسانی محسوس کر سکتا ہے جو دنیا کی مذہبی، اخلاقی، فکری اور تمدنی تاریخ کا مطالعہ کرے۔ وہ دیکھے گا کہ آغازِ تاریخ سے آج تک کلمہ طیبہ تو ایک ہی رہا ہے، مگر کلماتِ خبیثہ بے شمار پیدا ہو چکے ہیں۔ کلمہ طیبہ کبھی جڑ سے نہ اکھاڑا جا سکا، مگر کلماتِ خبیثہ کی فہرست ہزاروں مردہ کلمات کے ناموں سے بھری پڑی ہے، حتٰی کہ اُن میں سے بہتوں کا حال یہ ہے کہ آج تاریخ کے صفحات کے سوا کہیں اُن کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ اپنے زمانے میں جن کلمات کا بڑا زور شور رہا ہے آج اُن کا ذکر کیا جائے تو لوگ حیران رہ جائیں کہ کبھی انسان ایسی ایسی حماقتوں کا بھی قائل رہ چکا ہے۔

پھر کلمہ طیبہ کو جب، جہاں، جس شخص یا قوم نے بھی صحیح معنوں میں اپنایا اُس کی خوشبو سے اُس کا ماحول معطر ہو گیا اور اُس کی برکتوں سے صرف اُسی شخص یا قوم نے فائدہ نہیں اُٹھایا، بلکہ اُس کے گرد و پیش کی دنیا بھی اُن سے مالامال ہو گئی۔ مگر کسی کلمہ خبیث نے جہاں جس انفرادی یا اجتماعی زندگی میں بھی جڑ پکڑی اُس کی سڑاند سے سارا ماحول متعفن ہو گیا۔ اور اُس کے کانٹوں کی چبھن سے نہ اس کا ماننے والا امن میں رہا، نہ کوئی ایسا شخص جس کو اُس سے سابقہ پیش آیا ہو۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ یہاں تمثیل کے پیرایہ میں اُسی مضمون کو سمجھایا گیا ہے جو آیت ۱۸ میں یوں بیان ہوا تھا کہ "اپنے ربّ سے کفر کرنے والوں کے اعمال کی مثال اُس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اُڑا دیا ہو"۔ اور یہی مضمون اِس سے پہلے سورۂ الرعد آیت ۱۷ میں ایک دوسرے انداز سے سیلاب اور پگھلائی ہوئی دھاتوں کی تمثیل میں بیان ہو چکا ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ‌ ۚ وَيُضِلُّ	ثبات عطا فرماتا ہے اللہ ان کو جو ایمان لائے قول حق سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں *39۔	27. Allah keeps firm those who believed, by a firm word, in the life of the world and in the Hereafter.

اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙقف وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾	اور گمراہ کر دیتا ہے اللہ ظالموں کو *40 اور کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے۔	*39 And Allah will cause to go astray those who are wrong doers. *40 And Allah does what He wills.

*39 That is, the believers remain steadfast during the life of this world because of their stable system of life based on this pure word. For this gives than a straight point of view, a sound system of thought and a comprehensive theory of life, and it serves as a master key to the unraveling of all knots and the solving of all problems. With its help, they acquire that strength of character and that firmness of conduct which keep them steady in the face of every vicissitude of life. This provides them also with such solid principles of life which give them peace of mind and heart, and prevent them from deviation and caprice. Above all, when, after the life of this world, they will enter into the life of the Hereafter, they will remain perfectly calm without any tinge of fear or anxiety, for they will find everything therein to be in accordance with their expectations, as if they were fully acquainted with every aspect of it before they entered into it. For they had been fully informed of, and therefore fully prepared for every stage and phase of this life. That is why they will pass through every stage with perfect calmness and firmness in contrast to the disbelievers who built their worldly lives on an evil word and will, therefore, be taken aback to find everything against their expectations.

*39 یعنی دنیا میں اُن کو اِس کلمہ کی وجہ سے ایک پائیدار نقطۂ نظر، ایک مستحکم نظامِ فکر، اور ایک جامع نظریہ

ملتا ہے جو ہر عقدے کو حل کرنے اور ہر گتھی کو سلجھانے کے لیے شاہِ کلید کا علم رکھتا ہے۔ سیرت کی مضبوطی اور اخلاق کی اُستواری نصیب ہوتی ہے جسے زمانہ کی گردشیں متزلزل نہیں کر سکتیں ۔ زندگی کے ایسے ٹھوس اصول ملتے ہیں جو ایک طرف اُن کے قلب کو سکون اور دماغ کو اطمینان بخشتے ہیں اور دوسری طرف انہیں سعی و عمل کی راہوں میں بھٹکنے ، ٹھوکریں کھانے، اور تلوّن کا شکار ہونے سے بچاتے ہیں ۔ پھر جب وہ موت کی سرحد پار کر کے عالم آخرت کے حدود میں قدم رکھتے ہیں تو وہاں کسی قسم کی حیرانی اور سراسیگی و پریشانی اُن کو لاحق نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہاں سب کچھ ان کی توقعات کے عین مطابق ہوتا ہے۔ وہ اُس عالم میں اِس طرح داخل ہوتے ہیں گویا اُس کی راہ و رسم سے پہلے ہی واقف تھے۔ وہاں کوئی مرحلہ ایسا پیش نہیں آتا جس کی اُنہیں پہلے خبر نہ دے دی گئی ہو اور جس کے لیے انہوں نے قبل از وقت تیاری نہ کر رکھی ہو۔ اِس لیے وہاں ہر منزل سے وہ پوری ثابت قدمی کے ساتھ گزرتے ہیں ۔ ان کا حال وہاں اُس کافر سے بالکل مختلف ہوتا ہے جسے مرتے ہی اپنی توقعات کے سراسر خلاف ایک دوسری ہی صورت حال سے اچانک سابقہ پیش آتا ہے۔

***40 That is, Allah lets the transgressors, who discard the pure word and follow an evil word, go astray by creating confusion in their minds and misdirecting their efforts because of this deviation. That is why they cannot find the right way of thought and action and so fail miserably.**

*40 یعنی جو ظالم کلمۂ طیبہ کو چھوڑ کر کسی کلمۂ خبیثہ کی پیروی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ذہن کو پراگندہ اور اُن کی مساعی کو پریشان کر دیتا ہے۔ وہ کسی پہلو سے بھی فکر و عمل کی صحیح راہ نہیں پاسکتے۔ ان کا کوئی تیر بھی نشانے پر نہیں بیٹھتا۔

28. Did you not see at those who have exchanged Allah's favor with ingratitude, and settled their people	کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کو بدل ڈالا جنہوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری سے اور لا ٹھیرایا	اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ كُفۡرًا وَّ اَحَلُّوۡا قَوۡمَهُمۡ دَارَ الۡبَوَارِۙ ﴿۲۸﴾

to the abode of ruin.	اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں ۔	
29. Hell, in which they will burn, and an evil place to settle in.	دوزخ ۔ جھلسیں گے وہ اس میں ۔ اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے ۔	جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ؕ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾
30. And they set up to Allah rivals that they may mislead from His path. Say: "Enjoy, then certainly, your return will be to the fire."	اور مقرر کئے انہوں نے اللہ کے شریک تاکہ گمراہ کریں اسکے راستے سے ۔ کہدو کہ عیش کر لو پھر یقیناً تمہارا لوٹنا دوزخ کی طرف ہوگا ۔	وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾
31. Say to My slaves, those who have believed that they should establish prayer and spend from what We have provided them, secretly and publicly, before*41 that there comes a day, no bargaining will be in which, nor friendship. *42	کہدو میرے بندوں سے جو ایمان لائے کہ قائم کریں نماز اور خرچ کرتے رہیں اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا ہے پوشیدہ اورعلانیہ اس سے پیشتر *41 کہ آ جائے وہ دن نہ سودا ہوگا جس میں اور نہ دوستی ۔ *42	قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾

*41 That is, the believers should adopt an attitude of gratitude in contrast to the disbelievers (Ayat 29). The practical form their gratitude should take is that they should establish Salat and spend their wealth in the way of

Allah.

*41 مطلب یہ ہے کہ اہلِ ایمان کی روش کفار کی روش سے مختلف ہونی چاہیے۔ وہ تو کافر نعمت ہیں۔ انہیں شکر گزار ہونا چاہیے اور اس شکر گزاری کی عملی صورت یہ ہے کہ نماز قائم کریں اور خدا کی راہ میں اپنے مال خرچ کریں۔

*42 That is, on that Day none shall be able to rescue himself either by ransom or by intercession.

*42 یعنی نہ تو وہاں کچھ دے دلا کر ہی نجات خریدی جا سکے گی اور نہ کسی کی دوستی کام آئے گی کہ وہ تمہیں خدا کی پکڑ سے بچا لے۔

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّـكُمۡ ۚ وَ سَخَّرَ لَـكُمُ الۡفُلۡكَ لِتَجۡرِیَ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَـكُمُ الۡاَنۡهٰرَ ۚ ﴿۳۲﴾

اللہ وہ ہے *43 جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور نازل فرمایا آسمان سے پانی۔ پھر نکالا اس سے پھلوں کو بطور رزق تمہارے لئے۔ اور مسخر کیا تمہارے لئے جہازوں کو تاکہ وہ چلیں سمندر میں اس کے حکم سے۔ اور مسخر کیا تمہارے لئے نہروں کو۔

32. Allah is He*43 who has created the heavens and the earth, and He sent down from the sky water, bringing out thereby of the fruits as provision for you. And He has subjected to you the ships, that they may sail through the sea by His command, and He has put to service to you the rivers.

*43 That is, it is the same Allah Whose bounties they are repaying with ingratitude and disobedience and with Whom they are setting up equals even though He has been so bountiful to them.

43*یعنی وہ اللہ جس کی نعمت کا کفران کیا جا رہا ہے، جس کی بندگی و اطاعت سے منہ موڑا جارہا ہے، جس کے ساتھ زبردستی کے شریک ٹھیرائے جا رہے ہیں، وہ وہی تو ہے جس کے یہ اور یہ احسانات ہیں۔

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۚ ﴿۳۳﴾

اور مسخر کیا تمہارے لئے سورج اور چاند کو کہ دونوں ایک ڈگر پر چل رہے ہیں۔ اور مسخر کیا تمہارے لئے رات اور دن کو۔*44

33. And He has made to be of service to you the sun and the moon, both pursuing their courses. And He has made of service to you, the night and the day. *44

*44 The words *sakh-khara-lakum* of the text in Ayats 32-33 have misled those people who have translated these into "subjected to you". So much so that some of them interpret these verses to mean that the main aim of the life of man is to bring the earth and heavens under his subjection, whereas their real meaning is "the earth and heavens are subjected to certain laws and they serve you under these laws." As a matter of fact Allah has subjected all these things to such laws as are beneficial for man. Had not a ship been subjected to certain physical laws, there could have been no navigation at all. Had not a river been subjected to certain laws, it could not have been possible to take out canals from them. Likewise if the heavenly bodies (the sun and the moon, etc.) and the earth and day and night had not been subjected to certain fixed laws, life could not have been possible, not to speak of civilized life

44*"تمہارے لیے مسخر کیا" کو عام طور پر لوگ غلطی سے "تمہارے تابع کر دیا" کے معنی میں لے لیتے ہیں، اور پھر اس مضمون کی آیات سے عجیب عجیب معنی پیدا کرنے لگتے ہیں۔ حتٰی کہ بعض لوگ تو یہاں تک

سمجھ بیٹھے کہ اِن آیات کی رو سے تسخیر سماوات وارض انسان کا منتہائے مقصود ہے۔ حالانکہ انسان کے لیے ان چیزوں کو مسخر کرنے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے قوانین کا پابند بنا رکھا ہے جن کی بدولت وہ انسان کے لیے نافع ہوگئی ہیں۔ کشتی اگر فطرت کے چند مخصوص قوانین کی پابند نہ ہوتی تو انسان کبھی بحری سفر نہ کر سکتا۔ دریا اگر مخصوص قوانین میں جکڑے ہوئے نہ ہوتے تو کبھی اُن سے نہریں نہ نکالی جا سکتیں۔ سورج اور چاند اور روز و شب اگر ضابطوں میں کسے ہوئے نہ ہوتے تو یہاں زندگی ہی ممکن نہ ہوتی کجا کہ ایک پھلتا پھولتا انسانی تمدن وجود میں آسکتا۔

وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝٣٤

اور عنایت کی تم کو ہر چیز جو مانگی تم نے اس سے *45۔ اور اگر تم گننے لگو اللہ کی نعمتوں کو تو نہ کر سکو ان کا احاطہ۔ بیشک انسان یقیناً ہے بے انصاف ناشکرا۔

34. And He gave you from all that you asked of Him. *45 And if you count the blessings of Allah, never shall you be able to encompass them. Certainly, man is indeed an unjust, ungrateful.

*45 "And He gave you from all that you asked of Him": He has provided for everything that is required for your life, its development and evolution.

*45 یعنی تمہاری فطرت کی ہر مانگ پوری کی، تمہاری زندگی کے لیے جو جو کچھ مطلوب تھا مہیا کیا، تمہارے بقا اور ارتقاء کے لیے جن جن وسائل کی ضرورت تھی سب فراہم کیے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ

اور جب کہا ابراہیم نے *46 میرے رب بنا دے اس شہر کو امن کی جگہ *47 اور بچا مجھے اور میری اولاد کو کہ ہم پرستش کرنے

35. And when said Abraham: *46 "O my Lord, make this city *47 a secure place, and keep me away

and my sons that we worship idols.”	لگیں بتوں کی ۔	الۡاَصۡنَامَ ؕ ﴿۳۵﴾

*46 In the preceding verses (32-35), an appeal was made to the Quraish to be grateful to that Allah Who has bestowed so many bounties on mankind in general. But in this passage the same appeal is being made on the plea that Allah had bestowed His special bounties on the Quraish in particular. They have been asked to remember that Prophet Abraham (peace be upon him) had settled forefathers of the Quraish near the Kabah and made their city, Makkah, a city of peace and Allah showered His blessings on the Quraish in answer to the prayer of Prophet Abraham (peace be upon him). They have been admonished to remember those bounties and mend their ways.

46*عام احسانات کا ذکر نے کے بعد اب اُن خاص احسانات کاذکر کیا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قریش پر کیے تھے اوراس کے ساتھ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ تمھارے باپ ابراہیمؑ نے یہاں لا کر کن تمناؤں کے ساتھ تمہیں بسایا تھا، اُس کی دعاؤں کے جواب میں کیسے کیسے احسانات ہم نے تم پر کیے، اور اب تم اپنے باپ کی تمناؤں اوراپنے رب کے احسانات کا جواب کن گمراہیوں اور بداعمالیوں سے دے رہے ہو۔

*47 Makkah.

47*یعنی مکہ ۔

36. “O my Lord, they indeed have led astray *48 many among mankind. So whoever follows me, then he is indeed of	اے میرے رب یقیناً انہوں نے گمراہ کیا ہے*48 بہت سے انسانوں کو۔ سو جنے میری پیروی کی تو یقیناً وہ میرا ہے۔ اور جس نے	رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ‌ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ‌ۚ وَمَنۡ عَصَانِىۡ

فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۶﴾	میری نافرمانی کی تو بیشک تو بہت بخشنے والا مہربان ۔ *49	me. And whoever disobeys me, then You are certainly Oft Forgiving, Merciful.” *49

*48 This is a figurative way of saying that idols have been the means of turning many people away from Allah’s way into the ways of deviation.

48*یعنی خدا سے پھیر کر اپنا گرویدہ کیا ہے ۔ یہ مجازی کلام ہے ۔ بت چونکہ بہتوں کی گمراہی کے سبب بنے ہیں اس لیے گمراہ کرنے کے فعل کو ان کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے ۔

*49 This forbearance shown towards those who followed a different way from the right way is an instance of Prophet Abraham’s (peace be upon him) leniency to mankind. He left their case to the Forgiveness and Mercy of Allah for he could not bear to see them under divine scourge. Another instance of this has been cited in Surah Houd. When the angels were on their way to destroy the wicked people of Lot, Prophet Abraham (peace be upon him) began to plead for them: Abraham began to dispute with Us concerning the people of Lot for he was tender hearted and merciful. (Surah Houd, Ayats 74-75). Likewise Prophet Jesus (peace be upon him) was so tender hearted that even when Allah will show to him that his followers had deviated from the right way, he will plead their case: Now if you punish them, they are your own servants, and if you forgive them, you are All-Mighty and All-Wise.(Surah Al-Maidah, Ayat 118).

49*یہ حضرت ابراہیمؑ کی کمال درجہ نرم دلی اور نوع انسانی کے حال پر ان کی انتہائی شفقت ہے کہ وہ کسی حال میں بھی انسان کو خدا کے عذاب میں گرفتار ہوتے نہیں دیکھ سکتے بلکہ آخر وقت تک عفو و درگزر کی التجا

کرتے رہتے ہیں ۔ رزق کے معاملہ میں تو انہوں نے یہاں تک کہہ دینے میں دریغ نہ فرمایا کہ وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (البقرہ ۔ آیت ۱۲۶)۔ لیکن جہاں آخرت کی پکڑ کا سوال آیا وہاں ان کی زبان سے یہ نہ نکلا کہ جو میرے طریقے کے خلاف چلے اُسے سزا دے ڈالیو، بلکہ کہا تو یہ کہا کہ اُن کے معاملہ میں کیا عرض کروں ، تو غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ہے۔ اور یہ کچھ اپنی ہی اولاد کے ساتھ اس سراپا رحم و شفقت انسان کا مخصوص رویہ نہیں ہے بلکہ جب فرشتے قومِ لوط جیسی بدکار قوم کو تباہ کرنے جارہے تھے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ بڑی محبت کے انداز میں فرماتا ہے کہ "ابراہیم ہم سے جھگڑنے لگا" (ھود، آیت ۷۴)۔ یہی حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان کے رو در رو عیسائیوں کی گمراہی ثابت کر دیتا ہے تو وہ عرض کرتے ہیں کہ "اگر حضور ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کردیں تو آپ بالادست اور حکیم ہیں" (المائدہ، آیت ۱۱۸)

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۳۷

ہمارے رب بیشک میں نے بسایا ہے اپنی اولاد کو ایک وادی میں جہاں کھیتی نہیں تیرے گھر کے نزدیک جو عزت والا ہے۔ ہمارے رب تاکہ یہ قائم کریں نماز سو کر دے تو دلوں کو لوگوں کے مائل انکی طرف اور رزق دے انہیں پھلوں میں سے *50 تاکہ وہ شکر ادا کریں۔

37. “O our Lord, indeed, I have settled some of my offspring in a valley, uncultivated, near Your house which is sacred. O our Lord, that they may establish prayer. So make the hearts among the people inclined toward them, and provide for them from the fruits*50 that they might give thanks.”

*50 Allah granted this prayer of Prophet Abraham (peace be upon him). That was why people from the whole of

Arabia used to come there for Hajj and Umrah at the time of the revelation of this Surah, and now people gather there from all over the world.
Besides this, there is plenty of food and fruit in all seasons of the year, though the valley is absolutely barren and no vegetation grows in it even for animals.

*50 یہ اُسی دُعاکی برکت ہے کہ پہلے سارا عرب مکہ کی طرف حج اور عمرے کے لیے کھنچ کر آتا تھا، اور اب دنیا بھر کے لوگ کھنچ کھنچ کر وہاں جاتے ہیں۔ پھر یہ بھی اُسی دعاکی برکت ہے کہ ہر زمانے میں ہر طرح کے پھل، غلے، اور دوسرے سامانِ رزق وہاں پہنچتے رہتے ہیں، حالانکہ اس وادیِ غیر ذی زرع میں جانوروں کے لیے چارہ تک پیدا نہیں ہوتا۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِیۡ وَمَا نُعۡلِنُ ؕ وَمَا یَخۡفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾	ہمارے رب یقیناً تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں۔ *51 اور نہیں چھپی ہوئی *52 اللہ سے کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔	38. "O our Lord, indeed, You know that which we conceal and that which we reveal. *51 And is not hidden*52 from Allah any thing on the earth, nor in the heavens."

*51 That is, Lord: You hears what I utter with my tongue and also has full knowledge of my thoughts and feelings.

*51 یعنی خدایا جو کچھ میں زبان سے کہہ رہا ہوں وُہ بھی تو سن رہا ہے اور جو جذبات میرے دل میں چھپے ہوئے ہیں اُن سے بھی تو واقف ہے۔

*52 This parenthetical clause has been inserted to confirm the statement of Prophet Abraham (peace be upon him).

*52 یہ جملہ معترضہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے قول کی تصدیق میں فرمایا ہے۔

39. "All the thanks be to Allah who has given me, in my old age, Ishmael and Isaac. Surely, my Lord is indeed the Hearer of supplication."	تمام شکر اللہ کا ہے جس نے عطا کئے مجھ کو بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحٰق ۔ بیشک میرا رب ضرور سننے والا ہے دعا کو۔	اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ وَہَبَ لِیۡ عَلَی الۡکِبَرِ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾
40. "O my Lord, make me to establish prayer, and from my offspring. O our Lord, and accept my prayer."	میرے رب بنا تو مجھ کو قائم کرنیوالا نماز کا اور میری اولاد کو بھی ۔ ہمارے رب اور قبول فرما میری دعا ۔	رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾
41. "O our Lord, forgive me and my parents and the believers on the day when the reckoning will be established." *53	ہمارے رب مغفرت فرما میری اور میرے ماں باپ کی اور مومنوں کی اس دن جب قائم ہو گا حساب ۔ *53	رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ﴿۴۱﴾

*53 Prophet Abraham (peace be upon him) included his mushrik father in his prayer because he had made promise that he would pray to his Lord for his forgiveness (Surah Maryam, Ayat 48). But afterwards, when he realized that he should not pray for his forgiveness because he was an enemy of Allah, he absolved himself of that promise. (Surah At-Tauba, Ayat 114).

*53 حضرت ابراہیمؑ نے اس دعائے مغفرت میں اپنے باپ کو اُس وعدے کی بنا پر شریک کر لیا تھا جو اُنہوں

نے وطن سے نکلتے وقت کیا تھا کہ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَکَ رَبِّیۡ، (مریم ۔ آیت ۴۷)۔ مگر بعد میں جب اُنہیں احساس ہوا کہ وہ تو اللہ کا دشمن تھا تو انہوں نے اُس سے صاف تبرّیٰ فرما دی۔(التوبہ، آیت ۱۱۴)۔

42. And do not think that Allah is unaware of what do the wrong doers. In fact, He is giving them respite until a day, will be staring in horror wherein the eyes.	اور نہ سمجھنا کہ اللہ بیخبر ہے ان سے جو کام کر رہے ہیں یہ ظالم لوگ۔ درحقیقت وہ مہلت دے رہا ہے انکو اس دن تک کہ پتھرا جائیں گی جس میں آنکھیں۔	وَ لَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُ ۙ ﴿۴۲﴾
43. Hastening forward, lifted up their heads, not returning towards them, *54 their gaze, and their hearts as utterly void.	دوڑ رہے ہوں گے اٹھائے ہوئے اپنے سر نہ لوٹ سکیں گی *54 خود اپنی طرف انکی نگاہیں اور انکے دل خوف سے ہوا ہو رہے ہونگے۔	مُهۡطِعِيۡنَ مُقۡنِعِىۡ رُءُوۡسِهِمۡ لَا يَرۡتَدُّ اِلَيۡهِمۡ طَرۡفُهُمۡ ۚ وَاَفۡـِٕدَتُهُمۡ هَوَآءٌ ؕ ﴿۴۳﴾

*54 This graphic picture depicts the horrible plight of the wrongdoers on the Day of Reckoning. When they will realize the situation, they will be so taken aback that they will have their looks fixed straight in front of them without seeing anything.

*54 یعنی قیامت کا جو ہولناک نظارہ اُن کے سامنے ہو گا اُس کو اِس طرح ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے ہوں گے گویا کہ ان کے دیدے پتھرا گئے ہیں، نہ پلک جھپکے گی، نہ نظر ہٹے گی۔

44. And warn mankind of a day when will come upon them the	اور خبردار کر دو لوگوں کو اس دن سے جب آجائے گا ان پر عذاب تو	وَ اَنۡذِرِ النَّاسَ يَوۡمَ يَاۡتِيۡهِمُ الۡعَذَابُ فَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ

punishment. Then will say those who did wrong: "Our Lord, reprieve us for a little while. We will respond Your call and will follow the messengers." "And was it not that you had sworn before, there would not be for you any decline."	کہیں گے وہ جنہوں نے ظلم کیا ہمارے رب مہلت عطا کر ہمیں تھوڑی مدت تک۔ تاکہ لبیک کہیں ہم تیری دعوت پر اور پیروی کرلیں ہم رسولوں کی۔ اور کیا نہیں قسمیں کھایا کرتے تھے تم پہلے کہ نہیں ہوگا تم پر کوئی زوال۔	ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ (44)
45. "And you dwelt in the dwellings of those who did wrong to themselves and it had become clear to you how We dealt with them. And We put forth for you parables."	اور رہتے تھے تم مکانوں میں انکے جنہوں نے ظلم کیا تھا اپنے آپ پر اور ظاہر ہوچکا تھا تم پر کہ کیسا کیا تھا ہم نے اُن کے ساتھ۔ اور بیان کر دی تھیں ہم نے تمہارے لئے مثالیں۔	وَّ سَكَنْتُمْ فِىْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ (45)
46. And indeed, they plotted their plot, and with Allah was their plot. And though their plot was such as could be moved whereby the mountains. *55	اور یقیناً چل چکے تھے وہ اپنی چالیں اور اللہ کے پاس ہیں انکی چالیں۔ اور اگرچہ تھیں انکی چالیں ایسی کہ ٹل جائیں ان سے پہاڑ۔ *55	وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ (46)

*55 That is, you have seen that the former people who violated the divine law, and who opposed the message, devised very effective and cunning schemes to avert the consequences of their iniquity, but Allah defeated them with His single counter device. You did not give up your crafty schemes against the message of truth in the vain hope that your strong measures would succeed where the schemes of your predecessors had failed.

*55یعنی تم یہ بھی دیکھ چکے تھے کہ تمہاری پیش رو قوموں نے قوانینِ الٰہی کی خلاف ورزی کے نتائج سے بچنے اور انبیاء کی دعوت کو ناکام کرنے کے لیے کیسی کیسی زبردست چالیں چلیں، اور یہ بھی دیکھ چکے تھے کہ اللہ کی ایک ہی چال سے وہ کس طرح مات کھا گئے۔ مگر پھر بھی تم حق کے خلاف چالبازیاں کرنے سے باز نہ آئے اور یہی سمجھتے رہے کہ تمہاری چالیں ضرور کامیاب ہوں گی۔

فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ مُخۡلِفَ وَعۡدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ؕ ﴿۴۷﴾

تو نہ خیال کرنا کہ اللہ خلاف کرنیوالا ہے اپنے وعدہ کا رسولوں سے کیے ہوئے *56۔ بیشک اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا ہے۔

47. So do not think that Allah will fail to keep His promise to His messengers. *56 Certainly, Allah is All Mighty, Owner of Retribution.

*56 Though this has been addressed to the Prophet (peace be upon him), it is really meant for his opponents. They are being warned that they should not delude themselves because of the delay in their punishment. They should note it well that Allah fulfilled the promises He made to the former Messengers and defeated their opponents. Likewise He will surely fulfill the promises He had made to Muhammad (peace be upon him).

*56اس جملے میں کلام کا رُخ بظاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، مگر دراصل سنانا آپ صلعم کے مخالفین کو مقصود ہے۔ انہیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ نے پہلے بھی اپنے رسولوں سے جو وعدے کیے تھے وہ پورے کیے اور اُن کے مخالفین کو نیچا کر دکھایا۔ اور اب جو وعدہ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کر رہا ہے اسے پورا کرے گا اور اُن لوگوں کو تہس نہس کر دے گا جو اُن کی مخالفت کر رہے ہیں۔

يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ﴿۴۸﴾	جس دن بدل دی جائے گی یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان *57 بھی اور پیش ہونگے سب اللہ کے حضور جو یکتا ہے بڑا زبردست ہے۔	48. The day when will be changed the earth to another earth, and the heavens.*57 And they will come forth to Allah, the One, the Irresistible.

*57 It is obvious from this verse and some hints in the Quran that on the occasion of Resurrection, the Earth and the Heavens will not be totally destroyed but at the blowing of the First Trumpet, the existing physical system shall be disarranged. After this, between the blowing of the First and the Last Trumpet (Allah alone knows how long this interval will last), the present form and aspect of the earth and the heavens shall be transformed and a new physical system with new physical laws will come into existence. That will be the world of the Hereafter. When the Last Trumpet will be blown, all human beings from Adam to those born before the First Trumpet, shall be brought to life and appear before Allah. The Quran calls this *Hashr* which literally means “to muster and gather together”. It appears from the wording of the Quran and some clear statements in the traditions that this will take place on this

Earth. The Seat of Judgment and the Scales will be established on the Earth and the decisions will be passed here. This is also clear from the Quran and the traditions that the life in the Hereafter will not merely be a spiritual life but the very physical and spiritual life which we are living now on this earth; and every individual shall receive his reward or punishment exactly in that personality in which he or she is living in the life of this world.

57*اس آیت سے اور قرآن کے دوسرے اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں زمین وآسمان بالکل نیست ونابود نہیں ہو جائیں گے بلکہ صرف موجودہ نظامِ طبیعی کو درہم برہم کر ڈالا جائے گا۔ اُس کے بعد نفخِ صورِ اول اور نفخِ صورِ آخر کے درمیان ایک خاص مدت میں، جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، زمین اور آسمانوں کی موجودہ ہیئت بدل دی جائے گی اور ایک دوسرا نظامِ طبیعت، دوسرے قوانینِ فطرت کے ساتھ بنا دیا جائے گا۔ وہی عالمِ آخرت ہو گا۔ پھر نفخِ صورِ آخر کے ساتھ ہی تمام وہ انسان جو تخلیقِ آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہوئے تھے، از سرِ نو زندہ کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔ اسی کا نام قرآن کی زبان میں حشر ہے جس کے لغوی معنی سمیٹنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں۔ قرآن کے اشارات اور حدیث کے تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ حشر اسی زمین پر برپا ہو گا، یہیں عدالت قائم ہوگی، یہیں میزان لگائی جائے گی اور قضیہ زمین برسرِزمین ہی چکایا جائے گا۔ نیز یہ بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ ہماری وہ دوسری زندگی جس میں یہ معاملات پیش آئیں گے محض روحانی نہیں ہوگی بلکہ ٹھیک اُسی طرح جسم وروح کے ساتھ ہم زندہ کیے جائیں گے جس طرح آج زندہ ہیں، اور ہر شخص ٹھیک اُسی شخصیت کے ساتھ وہاں موجود ہو گا جسے لیے ہوئے وہ دنیا سے رخصت ہوا تھا۔

وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ﴿٤٩﴾	اور تو دیکھے گا مجرموں کو اُس دن کہ جکڑے ہوئے ہیں زنجیروں میں ۔	49. And you will see the criminals on that day bound together in shackles.

50. Their garments of pitch tar, *58 and covering their faces by fire.	انکے کرتے تارکول کے *58 اور لپٹ رہی ہوگی انکے چہروں کو آگ۔	سَرَابِيۡلُهُمۡ مِّنۡ قَطِرَانٍ وَّ تَغۡشٰى وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ ۙ﴿۵۰﴾

*58 Some commentators and translators are of the opinion that *Qatiran* stands for sulphur or molten copper but actually it stands for tar and the like.

*58 بعض مترجمین و مفسرین نے قَطِرَان کے معنی گندھک اور بعض نے پگھلے ہوئے تانبے کے بیان کیے ہیں، مگر درحقیقت عربی میں قَطِرَان کا لفظ زفت، قیر، رال، اور تارکول کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

51. That may recompense Allah each soul for what it has earned. Truly, Allah is swift at reckoning.	تاکہ بدلہ دے اللہ ہر شخص کو جو اسنے کمایا۔ بیشک اللہ جلد لینے والا ہے حساب۔	لِيَجۡزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۵۱﴾
52. This is a proclamation for the mankind and that they may be warned by it, and that they may know, in fact He is One God, and that may take heed those of understanding.	یہ پیغام عام ہے لوگوں کے لئے اور تاکہ ڈرایا جائے ان کو اس سے اور تاکہ وہ جان لیں کہ حقیقت میں وہی ہے معبود واحد اور تاکہ نصیحت حاصل کریں وہ جو عقل والے ہیں۔	هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنۡذَرُوۡا بِهٖ وَ لِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۵۲﴾